آسان اُردو

آٹھویں جماعت کے لیے

ناشر:
سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ، جام شورو

تیار کردہ: سندھ ٹیکسٹ بُک بورڈ، جام شورو، سندھ

منظور شدہ: وزارتِ تعلیم (شعبۂ نصاب) حکومت پاکستان، اسلام آباد۔

بمطابق مراسلہ نمبر یو آر- 89/11-9 مؤرخہ 16 جنوری 1990ء

بطورِ واحد نصابی کتاب برائے مدارس صوبۂ سندھ

نگرانِ اعلیٰ: احمد بخش ناریجو
چیئرمین، سندھ ٹیکسٹ بُک بورڈ جام شورو

نگراں: ناہید اختر

مصنفین: رباب بیگم
ساقی جاوید
وقار احمد خاں
ڈاکٹر سعدیہ نسیم
محمد ناظم علی خاں ماتلوی
پروفیسر عنایت علی خاں ٹونکی
ڈاکٹر عبدالحق خاں حسرت کاسگنجوی

مدیران: خواجہ محمد صدیق
مولوی سلیم اللہ
محمد ناظم علی خاں ماتلوی
ڈاکٹر عبدالحق خاں حسرت کاسگنجوی

کمپیوٹر گرافکس: بختیار احمد بھٹو

فہرست مضامین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حمد

ہر چیز میں ہے خدا کی حکمت
ہر شے سے عیاں ہے اُس کی قدرت
اِک بیج کو خاک میں دبا کر
دیکھو کئی دن کے بعد آکر
پُھوٹی ہوئی ہوگی اُس میں کونپل
کب بیج میں تھی یہ بات اَوّل
کونپل جس دم نکل چکے گی
پھر پھوٹے گی شاخ اور جُھکے گی
ہر چیز میں ہے خدا کی حکمت
ہر شے سے عیاں ہے اُس کی قدرت
شاخوں میں لگیں گی پتیاں سی
نازک سی، ذرا سی، ناتواں سی
ہوجائیں گے پھول اُس سے پیدا
پر پھول سے ہوں گے پھل ہُوَیدا
دنیا کا ہے جتنا کارخانا
دیکھے اسے غور سے، جو دانا
ہر چیز میں ہے خدا کی حکمت
ہر شے سے عیاں ہے اُس کی قدرت

(داغ دہلوی)

مشق

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

اس نظم کے بارے میں بتایئے کہ شاعر کا تخلّص کیا ہے اور نظم میں استعمال ہوا ہے یا نہیں؟

(ب) ان الفاظ کے معنی لکھیے: حکمت—عیاں—کونپل—ہُوَیدا

(ج) بیج سے پھل تک کے کاموں کو ترتیب وار لکھیے:

کونپل پُھوٹنا—پھول نکلنا — شاخ کا جھکنا— پتیاں نکلنا — شاخ پُھوٹنا — پھل لگنا —بیج بونا

(د) حصّہ (الف) کے ساتھ حصّہ (ب) اور (ج) میں سے ایک ایک جزو لگا کر جملے بنایئے:

حصّہ (الف) اللہ تعالیٰ نے ____________

حصّہ (ب)	حصّہ (ج)
۱- انسان کو	۱- عقل سے کام لینا سکھایا
۲- انسان کے کندھوں پر	۲- انسان کے جسم میں جان ڈالی۔
۳- انسان کی زبان کو	۳- مٹی سے پیدا کیا۔
۴- انسان کو دیکھنے کے لیے	۴- دو روشن آنکھیں عطا کیں۔
۵- زندہ رہنے کے لیے	۵- دو ہاتھ لگائے۔
۶- بھلے بُرے کی تمیز کے لیے	۶- بات کرنے کی طاقت دی۔

مثال: اللہ تعالیٰ نے انسان کو مٹّی سے پیدا کیا۔

غزوۂ خندق

کفّارِ مکّہ، غزوۂ[1] احد میں ناکام ہو کر واپس تو چلے گئے، مگر ان کے دلوں میں غصّے کی آگ بھڑک رہی تھی۔ پہلے تو صرف قریش ہی مسلمانوں کی کھلّم کھُلا مخالفت کر رہے تھے، لیکن اب یہودی بھی ان کے ساتھ مل گئے۔ مدینے کے قبیلہ بنی نضیر کے یہودی جو مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتے رہتے تھے، انھیں جلاوطن کر دیا گیا تھا اور وہ خیبر[2] میں آباد ہو گئے تھے۔ ان کے سردار مکّہ گئے اور قریش سے کہا کہ "اگر تم ہمارا ساتھ دو تو ہم اسلام اور مسلمانوں کا خاتمہ کر دیں۔" قریش نے کہا: "ہم اس معاملے میں تمھارا ساتھ دینے کو تیار ہیں۔" پھر دونوں نے مل کر مکّے سے مدینے تک تمام قبیلوں کو مسلمانوں کے خلاف جنگ کے لیے اُکسایا۔ اس طرح کفارِ مکّہ، یہودی اور عرب کے کئی اور قبیلے مل گئے اور دس ہزار کا لشکر تیار ہو گیا، جو ۵ھ میں مدینے کی جانب روانہ ہوا۔

حضور نبی کریم ﷺ کو جب اس کی خبر ملی تو آپ ﷺ نے مسلمانوں کو جمع کر کے مشورہ کیا۔ ایک صحابی، حضرت سلمان فارسی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عنہ نے کہا کہ مدینے کے تین طرف تو باغات اور مکانات ہیں، صرف ایک طرف کھُلا میدان ہے، جہاں سے دشمن شہر میں داخل ہو سکتا ہے۔ اس لیے اس سمت میں خندق کھود لی جائے۔ حضور ﷺ کو یہ مشورہ پسند آیا۔ آپ ﷺ تین ہزار صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عنہم کو لے کر شہر سے باہر نکلے اور خندق کھودنے کا کام شروع ہو گیا۔ مسلمانوں کے ساتھ حضور نبی اکرم ﷺ بھی خندق کھودنے میں مصروف ہو گئے۔ اُس زمانے میں مدینے میں قحط کی وجہ سے کھانے پینے کی چیزوں کی کمی تھی۔ اکثر فاقوں کی نوبت آجاتی تھی۔ ایک روز بعض صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عنہم نے

---

[1] غزوہ: وہ جنگ جس میں رسولِ خدا ﷺ نے شرکت کی۔

جنگ اُحد: ۳ھ میں ہوئی۔

[2] خیبر: مدینہ منوّرہ کے قریب ایک مقام، جو یہودیوں کا بڑا مرکز تھا۔

بھوک کی شدّت سے گھبرا کر حضور ﷺ کو پیٹ پر بندھے ہوئے پتھر [1] دکھائے۔ اس پر حضور ﷺ نے بھی اپنا پیٹ دکھایا، جس پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔ صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہم کو یہ دیکھ کر صبر آ گیا۔ اس طرح سخت محنت و مشقت سے مسلمانوں نے تیس دن میں کوئی پانچ کلو میٹر لمبی خندق کھودی، جس کی چوڑائی بعض جگہ تقریباً نو میٹر اور گہرائی تقریباً پانچ میٹر تھی۔

اِدھر خندق تیار ہوئی، اُدھر دشمن کے لشکر نے مدینہ منورہ پر دھاوا بول دیا۔ ابو سفیان جو کفار کے لشکر کا سردار تھا، یہ خیال کر رہا تھا کہ چند گھنٹوں میں مدینے کو روند ڈالے گا۔ مگر سامنے ایسی گہری خندق تھی کہ اونٹ، گھوڑے اس کے آگے بے کار تھے۔ چند نامی گرامی بہادروں نے گھوڑے دوڑا کر خندق کو پار کرنا چاہا تو خندق میں گر گئے۔ ایک بہادر مشکل سے پار ہوا تو حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عنہ شیر خدا نے ایک ہی وار میں اس کا کام تمام کر دیا۔ اس کے بعد کسی کی ہمّت نہ ہوئی۔ دور سے تیر چلاتے رہے مگر اس طرح لڑائی کا فیصلہ نہیں ہو سکتا تھا۔

دشمن ایک ماہ تک مدینے کا محاصرہ کیے پڑے رہے۔ مگر کامیابی کی کوئی صورت نظر نہ آئی۔ دس ہزار کے لشکر کے لیے کھانے پینے کا انتظام سخت دشوار تھا۔ بھوک سے ان کے حوصلے پست ہو گئے، ان میں پھوٹ پڑ گئی۔ سردی کی شدّت اور رسد کی قلت نے انھیں مایوس کر دیا۔ اسی اثنا میں اللہ تعالیٰ نے غیب سے مسلمانوں کی مدد کی۔ ایک رات اچانک ایسی سخت آندھی چلی کہ دشمنوں کے خیمے اُکھڑ گئے اور اونٹ اور گھوڑے رسیاں تڑا کر بھاگ گئے۔ اس کے بعد انھیں اپنی شکست کا یقین ہو گیا اور جو کچھ سامان سمیٹ سکے، اٹھا کر ناکام واپس ہو گئے۔

غزوۂ خندق کو غزوۂ اَحزَاب بھی کہتے ہیں۔ عربی میں حزب کے معنٰی پارٹی یا لشکر کے ہیں۔ اس کی جمع اَحزَاب ہے۔ اس موقعے پر چوں کہ کافر کئی لشکر جمع کر کے لائے تھے، اس لیے اسے جنگِ اَحزَاب بھی کہتے ہیں۔ اس غزوہ کا ذکر قرآن مجید کی سورۂ اَحزَاب میں آیا ہے۔

---

[1] عربوں میں قدیم زمانے میں یہ رواج تھا کہ وہ شدید بھوک کی حالت میں اپنا پیٹ دبانے کے لیے اُس پر پتھر باندھتے تھے تاکہ پتھر سے پیٹ دبنے کی وجہ سے بھوک کی شدّت میں کمی محسوس ہو۔

مشق

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱- غزوۂ اُحد کے بعد مسلمانوں کی مخالفت میں قریش کے ساتھ کون کون سی جماعتیں مل گئیں؟

۲- مخالفین نے کتنے بڑے لشکر کے ساتھ مدینے پر حملہ کیا؟

۳- مدینے کے دِفاع کے لیے حضرت سلمان فارسی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عنہم نے کیا مشورہ دیا؟

۴- خندق کہاں کھودی گئی اور کس نے کھودی؟

۵- ابوسفیان کو کامیابی کیوں نہ ہوئی؟

۶- اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی غیب سے کیسے مدد کی؟

(ب) ان الفاظ اور محاورات کی معنی لکھیے:

جلاوطن - سمت - روندنا - دھاوا بولنا - کام تمام کر دینا - محاصرہ - دشوار - پست - پُھوٹ - رسد - قلّت - اثنا۔

(ج) درج ذیل جملوں پر صحیح (✓) یا غلط (✗) کا نشان لگایئے:

۱- غزوۂ خندق یہودیوں کی سازش کا نتیجہ تھا۔

۲- غزوۂ خندق میں مسلمانوں نے کھلے میدان میں دشمنوں کا مقابلہ کیا۔

۳- غزوۂ خندق میں دشمنوں کے لشکر کا سردار ابو جہل تھا۔

۴- مدینے کی حفاظت کے لیے خندق کھودی گئی۔

۵- خندق تیس دن میں تیار ہوئی۔

(د) خالی جگہوں کو دیے ہوئے الفاظ سے پُر کیجیے:

الفاظ: فاقوں - سازشیں - وار - پست - ڈھیر - خلاف

۱- بنی نضیر نے مسلمانوں کے ________ سازش کی۔

۲- قحط کی وجہ سے ________ تک نوبت پہنچ گئی۔

۳- قہر کی آندھی نے دشمنوں کے حوصلے ________ کر دیے۔

۴- حضرت علیؓ نے ایک ہی ________ میں دشمن کو ________ کر دیا۔

۵- خود غرض لوگ ملک اور قوم کے خلاف ________ رہتے ہیں۔

حضرت عُمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عنہ

عام لوگ اپنے سرداروں کے پیچھے چلتے ہیں، اس لیے رسولِ کریم ﷺ نے سب سے پہلے ان لوگوں کی اسلام کی طرف بلایا جو قوم کے سردار تھے اور جن کا عام لوگوں پر اثر تھا۔ جب اُن لوگوں نے اسلام کی مخالفت کی تو حضور ﷺ نے اُن کے لیے دعائیں بھی کیں۔ بعض سرداروں کے نام لے کر بھی دعائیں کیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے دعا فرمائی کہ "خدایا، عُمر بن خطّاب یا عمرو بن ہشّام (ابو جہل) کے اسلام لانے سے اسلام کی دعوت کو قوّت دے۔"

یہ اُن دنوں کی بات ہے جب اللہ تعالٰی کے رسول حضرت محمّد ﷺ مکّہ مکرمہ میں دینِ اسلام کی تبلیغ فرما رہے تھے اور لوگ چوری چھپے مسلمان ہوتے تھے، کیوں کہ کافروں کو معلوم ہو جاتا تو بُری طرح مارتے اور سخت سزا دیتے۔ حضرت عُمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عنہ بھی اُن دنوں اسلام کے سخت مخالف تھے۔ حضور ﷺ کا نام سنتے ہی غصّے کے مارے آپے سے باہر ہو جاتے تھے۔ مگر رسول اللہ ﷺ سے اُن کی دشمنی کسی ذاتی جھگڑے کی بنا پر نہیں تھی۔ اُن کا خیال تھا کہ اگر اسلام پھیلا تو کعبے میں بتوں کی پُوجا بند ہو جائے گی۔ باپ دادا کے زمانے کے رسم رواج اور طور طریقے ختم ہو جائیں گے اور قبیلہ پرستی مٹ جائے گی، اس لیے اُن کی یہ کوشش تھی کہ اسلام اُبھرنے نہ پائے۔ چنانچہ ایک دن وہ ابو جہل کے پاس گئے، جو مکّے کے بڑے سرداروں میں شمار ہوتا تھا۔ وہ بھی اسلام اور نبیٔ اکرم ﷺ کا سخت دشمن تھا۔ کہنے لگے، "اے ابنِ ہشّام، میں ایک خاص مشورے کے لیے تمھارے پاس آیا ہوں۔" ابو جہل بولا "کہو، کیا بات ہے؟"

حضرت عُمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عنہ بولے: اسلام کی دعوت سے مکّے والے اپنے مذہب سے پھر رہے ہیں، ان میں پھوٹ پڑ رہی ہے، قریش کا وقار خاک میں مل رہا ہے۔ میرا جی چاہتا ہے کہ محمّد (ﷺ) کا

کام تمام کر دوں تاکہ جھگڑا ہی ختم ہو جائے۔

ابو جہل نے کہا، "اے خطاب کے بیٹے! اگر تم یہ کام کر گزرو تو تمھارا نام عرب میں عزّت سے لیا جائے گا۔ قریش کے سردار ہمیشہ تمھارے احسان مند رہیں گے اور تم پر فخر کریں گے۔"

غرض ابو جہل کے اُبھارنے اور جوش دلانے پر حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عنہ، حضور ﷺ کے قتل کا پکّا ارادہ کر کے نکلے۔ راستے میں ایک شخص نے ان کے تیور دیکھ کر پوچھا، "عمر، خیر تو ہے۔ تلوار لیے کہاں جا رہے ہو؟" جواب دیا "محمد (ﷺ) کو قتل کرنے جا رہا ہوں۔" یہ سن کر اس شخص نے کہا "پہلے اپنے بہن بہنوئی کی تو خبر لو، وہ مسلمان ہو چکے ہیں۔"

یہ سن کر حضرت عُمر رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عنہ کا غصہ اور بھی تیز ہو گیا۔ سیدھے اپنی بہن فاطمہ کے گھر گئے۔ وہ اس وقت قرآن مجید کی تلاوت کر رہی تھیں۔ عمر کی آہٹ سن کر چپ ہو گئیں اور قرآن مجید کے وَرق چُھپا دیے۔ حضرت عُمر رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عنہ اندر گئے اور دونوں کو اتنا مارا کہ وہ لہولہان ہو گئے۔ آخر بہن بولیں: "بھائی، تم چاہے ہمیں جان سے مار ڈالو، ہم اسلام نہیں چھوڑ سکتے، کیوں کہ یہی سچا مذہب ہے۔"

حضرت عُمر رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عنہ کے دل پر اس کا بڑا اثر ہوا۔ تھوڑی دیر خاموش بیٹھے رہے۔ پھر بہن سے کہا، "اچھا، بتاؤ تم کیا پڑھ رہی تھیں؟" بہن نے قرآن مجید کے ورق نکال کر سامنے رکھ دیے۔ حضرت عُمر رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عنہ نے پڑھنا شروع کیا۔ جوں جوں پڑھتے گئے، حق کی تاثیر دل میں اُترتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ جو دل تھوڑی دیر پہلے اسلام کی دشمنی سے بھرا ہوا تھا، ایمان سے بھر گیا۔ تھوڑی دیر بعد اُٹھے اور سیدھے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، کلمہ طیّبہ پڑھا اور اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا۔ حضور ﷺ نے بے ساختہ اللہ اکبر کہا۔ اس پر تمام صحابہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عنہم نے مل کر اس زور سے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا کہ مکّہ مکرّمہ کی پہاڑیاں گونج اُٹھیں۔ حضرت عُمر رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عنہ کے اسلام لانے سے مسلمانوں کو بڑی قوّت حاصل ہوئی۔ اب تک مسلمان گھروں میں چُھپ کر نماز پڑھتے تھے۔ حضرت عُمر رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عنہ نے کہا، "ہم چوری چھپے عبادت کیوں کر رہے ہیں؟" چنانچہ وہ کعبے میں گئے، کافر سرداروں کے سامنے اسلام کا اعلان کیا اور نماز ادا کی۔ یہ دیکھ کر کافروں میں کھلبلی مچ گئی۔

غرض حضور اکرم ﷺ کی دعا کی برکت سے حضرت عُمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عنہ کو اسلام لانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ انھوں نے آگے چل کر اسلام کی ایسی خدمت کی کہ تاریخ میں ان کا نام ہمیشہ روشن رہے گا۔ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عنہ کی وفات کے بعد حضرت عُمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عنہ خلیفہ ہوئے تو اسلامی سلطنت عرب سے باہر دُور دُور تک پھیلی۔ حضرت عُمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عنہ اسلامی شریعت کے معاملے میں اتنے سخت تھے کہ جو بھی اس کے خلاف کوئی کام کرتا، اسے سخت سزا دیتے چاہے وہ ان کا عزیز اور رشتے دار ہی کیوں نہ ہو گا۔

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱۔ حضور ﷺ نے سب سے پہلے اسلام کی دعوت قریش کے سرداروں کو کیوں دی؟
۲۔ حضور ﷺ نے کن سرداروں کا نام لے کر ان کے اسلام لانے کے لیے دعا کی؟
۳۔ ابو جہل اور حضرت عُمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عنہ اسلام کے مخالف کیوں تھے؟
۴۔ حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عنہ کس ارادے سے گھر سے تلوار لے کر نکلے تھے؟
۵۔ ان کے ارادے میں تبدیلی کیسی ہوئی؟
۶۔ حضرت عُمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عنہ کے اسلام لانے کا مسلمانوں اور کُفار پر کیا اثر ہوا؟

(ب) ان الفاظ اور محاورات کے معنی لکھیے:

تبلیغ۔ آپے سے باہر ہونا۔ قبیلہ پرستی۔ وقار۔ کام تمام کرنا۔ تیور۔ آہٹ۔ تاثیر۔ دل میں اُترنا۔ بے ساختہ۔ کھلبلی مچنا۔ سعادت۔ شریعت

(ج) حصہ (الف) اور حصّہ (ب) کا ایک ایک جزو ملا کر فقرے بنائیے:

حصّہ (الف)	حصّہ (ب)
۱۔ اسلام لانے سے پہلے	۱۔ حق کی تاثیر دل میں اُترتی گئی۔
۲۔ ابو جہل نہیں چاہتا تھا کہ	۲۔ چاہے جان سے مار ڈالو ہم اسلام نہیں چھوڑیں گے۔
۳۔ ابو جہل نے حضرت عُمرؓ کو مشورہ دیا کہ	۳۔ حضرت عمرؓ مسلمانوں کے سخت دشمن تھے۔

۴- حضرت عمرؓ کی بہن نے کہا　　　۴- محمد ﷺ کا کام تمام کر دو۔

۵- حضرت عمرؓ جوں جوں قرآن پڑھتے گئے　　　۵- اسلام پھیلے۔

(د) خالی جگہوں کو پُر کیجیے:

الفاظ: کھلبلی-دعا-نعرے-لہولہان-سعادت-گونج-شریعت

۱- صحابہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عنہم کے __________ سے مکّے مکرمہ کی پہاڑیاں __________ اُٹھیں۔

۲- حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عنہ نے بہن اور بہنوئی کو __________ کر دیا۔

۳- حضرت عُمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عنہ __________ کے معاملے میں بڑے سخت تھے۔

۴- حضرت عُمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عنہ کو حضور ﷺ کی __________ سے اسلام کی __________ نصیب ہوئی۔

۵- حضرت عُمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عنہ کے اسلام لانے سے کفار میں __________ مچ گئی۔

(ہ) ذیل کے جملوں میں ضمیروں کے اوپر نشان (_____) لگائیے:

۱- حضور ﷺ نے ان کے اسلام لانے کے لیے دعائیں کیں۔

۲- میں ایک خاص مشورے کے لیے تمھارے پاس آیا ہوں۔

۳- اگر تم نے یہ کام کر دیا تو تمھارا نام ہمیشہ عزّت سے لیا جائے گا۔

۴- وہ سیدھے اپنی بہن فاطمہ کے گھر گئے۔

۵- تم چاہے ہمیں جان سے مار ڈالو، ہم اسلام نہیں چھوڑ سکتے۔

(و) حصہ (الف) کے ہر جزو کے ساتھ حصّہ (ب) سے ایک جزو ملا کر جملے بنائیے:

حصّہ (الف)	حصّہ (ب)
۱- قبیلۂ بنی نضیر کے یہودیوں کو	۱- تو قریش ہمیشہ تمھارے احسان مند رہیں گے۔
۲- حضور ﷺ کے شکم پر	۲- انھوں نے قرآن مجید کے ورق چھپا دیے۔
۳- اگر تم یہ کام کر گزرو	۳- مدینے سے جلاوطن کر دیا گیا۔
۴- حضرت عمرؓ کی آہٹ سن کر	۴- کیونکہ سچا مذہب یہی ہے۔
۵- ہم اسلام نہیں چھوڑ سکتے	۵- دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔

نعت

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا　　مُرادیں غریبوں کی بَر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا　　وہ اپنے پَرائے کا غم کھانے والا

فقیروں کا ملجا، ضعیفوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی، غلاموں کا مولیٰ

خطاکار سے درگزر کرنے والا　　بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا
مَفَاسِد کا زیر وزبر کرنے والا　　قبائل کا شیر وشکر کرنے والا

اُتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک "نُسخۂ کیمیا" ساتھ لایا

مِسِ خام کو جس نے کندن بنایا　　کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
عرب جس پہ قرنوں سے تھا جہل چھایا　　پلٹ دی بس اک آن میں اس کی کایا

رہا ڈر نہ بیڑے کو موجِ بلا کا
اِدھر سے اُدھر پھر گیا رُخ ہوا کا

(مولانا الطاف حسین حالؔی)

مشق

(الف) ان الفاظ اور محاورات کے معنی لکھیے:

مراد بر لانا - ملجا - ماویٰ - والی - مولیٰ - خطاکار - درگزر کرنا - بداندیش - دل میں گھر کرنا - مفاسِد - زیر وزبر کرنا - شیر وشکر کرنا - حرا - کیمیا - مسِ خام - کندن - قرن - جہل - ضعیف - کایاپلٹ دینا

(ب) صحیح پر یہ نشان (✓) لگائیے:

۱- اِک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا۔ اس مصرعے میں نسخۂ کیمیا سے مراد ہے:

(الف) پیتل کو سونا بنانے کی ترکیب (ب) قرآن مجید (ج) اسلام کی دعوت

۲- مِسِ خام کو جس نے کندن بنایا۔ مِسِ خام کے معنی ہیں:

(الف) تانبے کی کچّی دھات (ب) بے کار اور نکمی چیز (ج) جاہل اور غیر مہذب لوگ

کندن کے معنی ہیں:

(الف) خالص سونا (ب) قیمتی چیز (ج) مہذّب انسان

۳- کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا کے معنی ہیں: (الف) کھرے اور کھوٹے سکّے کی پہچان بتائی۔

(ب) اصلی اور نقلی سونے کی پہچان بتائی۔ (ج) یہ بتایا کہ نیکی کیا ہے اور بدی کیا ہے۔

(ج) ان عبارتوں کے ہم معنی مصرعے یا شعر بتائیے:

۱- ساری دنیا کے لیے رحمت بن کر ایک ہی نبی حضرت محمد ﷺ آئے۔

۲- عرب کے لوگ تباہی کے کنارے پہنچ چکے تھے، حضور ﷺ نے اُنھیں تباہی سے بچایا اور ہر آفت سے محفوظ کر دیا۔

۳- غریب اور مفلس حضور ﷺ کے دامن میں پناہ لیتے تھے۔

۴- حضور ﷺ نے قبیلوں کے آپس کے لڑائی جھگڑے ختم کرا دیے۔

۵- حضور ﷺ نے قبیلوں کی باہمی دشمنی، دوستی اور محبت میں تبدیل کر دی۔

۶- کمزوروں کو زبردستوں کی زیادتیوں سے حضور ﷺ کے پاس پناہ ملتی تھی۔

۷- حضور ﷺ نے یتیموں کی نگرانی اور دیکھ بھال کا انتظام کیا۔

۸- عرب میں صدیوں سے جہالت چھائی ہوئی تھی۔ حضور ﷺ نے جہالت دور کر کے ان کی حالت سنوار دی۔

حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عنہا

قدیم زمانے میں ملک عرب کا یہ دستور تھا کہ شریف اور مال دار لوگوں کے بچّے دیہات میں پرورش پاتے تھے۔اس کے دو فائدے تھے: ایک تو یہ کہ عربوں کو اپنی زبان کی درستی کا بڑا خیال تھا۔ شہر کے مقابلے میں دیہات کی عربی زبان خالص اور صحیح سمجھی جاتی تھی اور یہ خیال کیا جاتا تھا کہ دیہات میں رہ کر بچّہ صحیح زبان سیکھ لے گا۔ دوسرا بڑا فائدہ یہ تھا کہ بچّہ دیہاتی ماحول میں رہ کر سخت زندگی کا عادی ہو جائے اور صاف ستھری آب و ہوا میں پرورش پا کر صحت منداور توانا بن جائے۔

اُس زمانے میں مکّے کے قریب دیہات میں ایک قبیلہ بنو سعد تھا۔ حضرت حارث رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عنہ اور اُن کی بیوی حضرت حلیمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عنہا اُسی قبیلے سے تھی۔ یہ بھی اپنے قبیلے کے دوسرے لوگوں کی طرح مکے میں آتے اور شریف لوگوں کے بچّوں کو پرورش کے لیے اپنے ساتھ لے جاتے۔ امیر لوگوں کے بچّوں کی پرورش اور انھیں دودھ پلانے کا اچھا معاوضہ ملتا تھا۔

ایک سال ایسا ہوا کہ بنو سعد کے علاقے میں بارش نہ ہوئی اور قحط پڑ گیا۔ حضرت حلیمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عنہا کے شوہر حضرت حارث رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عنہ کی بکریاں اور اونٹنیاں کمزور ہو گئیں اور اُن کا دودھ بھی کم ہو گیا۔ فاقے ہونے لگے۔ سبھی لوگوں کی حالت خراب تھی۔ مگر یوں معلوم ہوتا تھا کہ حضرت حلیمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عنہا کے گھرانے کی حالت زیادہ ہی خراب ہے۔ قبیلے والوں کے ساتھ وہ مکّہ آئے تو پیچھے رہ گئے۔ دوسری عورتوں کو امیر سرداروں کے بچے پالنے کے لیے مل گئے۔ حضرت حلیمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عنہا کے لیے کوئی بچّہ نہ تھا۔ یہ لوگ مایوس ہو کر لوٹ رہے تھے کہ کسی نے بتایا کہ ایک یتیم بچّہ پرورش کے لیے مل سکتا ہے۔

یتیم بچّہ ؟ اس کی پرورش کا کیا معاوضہ ملے گا؟ میاں بیوی نے سوچا کہ خالی ہاتھ جانے سے تو یہی بہتر ہے۔

حضرت حلیمہ رَضِیَ اللہُ تعَالیٰ عنہا نے حضرت عبدالمطلب کے یتیم پوتے محمدّ ﷺ کو دیکھا تو بے اختیار پیار آ گیا۔ کتنا معصوم، کتنا خوب صورت اور کتنا پیارا بچّہ تھا۔

بچّے کو لے کر واپس ہوئے، تو یہ عجیب بات دیکھی کہ اُن کی اونٹنی جو بہت کمزور ہو گئی تھی، خوب تیز چلنے لگی۔ حلیمہ رَضِیَ اللہُ تعَالیٰ عنہا کا دودھ سوکھ رہا تھا، لیکن اب اتنا دودھ آنے لگا کہ اُن کی بچّی اور یہ معصوم یتیم، دونوں پیٹ بھر کر پی لیتے۔ قبیلے میں پہنچے تو دیکھا کہ بکریوں کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے تھے۔ بارش ہوئی، خوش حالی کا دَور آ گیا۔ حضرت حلیمہ رَضِیَ اللہُ تعَالیٰ عنہا سمجھ گئیں کہ یہ سب اسی یتیم بچّے کی برکت ہے۔

دو سال تک حضرت حلیمہ سعدیہ رَضِیَ اللہُ تعَالیٰ عنہا، حضور ﷺ کی پرورش کرتی رہیں۔ آپ ﷺ کے آرام کا خیال رکھتیں اور اچھّی اچھّی باتیں بتاتیں۔ آپ ﷺ بھی بڑے پیارے تھے۔ نہ ضد کرتے، نہ روتے، نہ دوسرے بچّوں کی طرح تنگ کرتے۔ حضرت حلیمہ رَضِیَ اللہُ تعَالیٰ عنہا کی بیٹی حضرت شیما بھی آپ ﷺ سے بہت پیار کرتی تھیں۔ دو سال بعد حضرت حلیمہ سعدیہ رَضِیَ اللہُ تعَالیٰ عنہا، آپ ﷺ کو لے کر مکّے آئیں اور آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی والدہ حضرت آمنہ کے حوالے کیا۔ حضرت آمنہ نے پیارے بچّے کو گود میں لے کر پیار کیا اور حضرت حلیمہ سعدیہ رَضِیَ اللہُ تعَالیٰ عنہا کی بہت تعریف کی۔

اُن دنوں مکّے میں ایک وبا پھیلی ہوئی تھی، اس لیے حضرت آمنہ نے اپنے بچّے کو دوبارہ حضرت حلیمہ سعدیہ رَضِیَ اللہُ تعَالیٰ عنہا کے ساتھ واپس بھیج دیا۔

انھوں نے مزید دو سال اس پیارے بچّے کی پرورش کی۔ پھر اسے مکّے واپس پہنچا دیا۔

اس بات کو ۳۶ سال گزر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو نبوت عطا فرمائی اور آپ ﷺ نے لوگوں کو اللہ کی اطاعت اور اسلام کی طرف بلایا۔ ایک دفعہ حضرت حارث رَضِیَ اللہُ تعَالیٰ عنہ مکّہ پہنچے تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا "جس چیز کا آپ دعویٰ کرتے ہیں، کیا وہ واقعی سچ ہے؟" آپ ﷺ نے فرمایا "ہاں" یہ سن کر حضرت حارث رَضِیَ اللہُ تعَالیٰ عنہ مسلمان ہو گئے۔ ان کے بعد حضرت حلیمہ سعدیہ رَضِیَ اللہُ تعَالیٰ عنہا بھی مسلمان ہو گئیں۔

مشق

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱- عرب کے شریف اور مالدار لوگ اپنے بچّوں کی پرورش دیہات میں کیوں کرتے تھے؟
۲- حضرت حلیمہ سعدیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عنہا کون تھیں اور کس قبیلے سے تھیں؟
۳- بنو سعد کے علاقے میں بارش نہ ہونے سے لوگوں پر کیا اثر ہوا؟
۴- حضرت حلیمہ سعدیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عنہا کو حضور ﷺ کی پرورش کی سعادت کیسے حاصل ہوئی؟
۵- حضرت حلیمہ سعدیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عنہا کو کیسے معلوم ہوا کہ انھیں بڑا بابرکت بچّہ ملا ہے؟
۶- حضور ﷺ کتنے سال حضرت حلیمہ سعدیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عنہا کے پاس رہے؟

(ب) ان الفاظ کے معنی لکھیے:

دستور - ماحول - عادی - توانا - مایوس - معاوضہ - معصوم - دَور - وبا

(ج) مندرجہ ذیل جملوں میں فعل لازم پر (✓) لگائیے:

۱- سعید نے امجد کو کتاب دی۔ ۲- اکبر تیز دوڑا۔
۳- حمیدہ سو گئی۔ ۴- طالب علم نے کتاب پڑھی۔

(د) دیے ہوئے جملوں میں مناسب لفظ لگا کر خالی جگہوں کو پُر کیجیے:

۱- شہروں کے مقابلے میں دیہات کی عربی زبان __________ سمجھی جاتی تھی۔ (ناقص - فصیح - آسان)
۲- حضرت حلیمہ سعدیہؓ کے قبیلے کی حالت زیادہ __________ تھی۔ (خراب - اچھی - بہتر)
۳- حضرت حلیمہ سعدیہؓ سمجھ گئیں کہ یہ خوش حالی اسی یتیم بچّے کی __________ سے ہے۔
(دعا - برکت - قسمت)
۴- حضرت آمنہ نے حضرت حلیمہ سعدیہؓ کی بہت __________ کی۔ (خدمت - خاطر تواضع - تعریف)
۵- امیر لوگوں کے بچّوں کی پرورش کا بڑا __________ ملتا تھا۔ (معاوضہ - ثواب - انعام)

پاکستان کی کہانی

پاکستان کی کہانی عزم وہمّت، جد وجہد اور جانی اور مالی قربانیوں کی کہانی ہے۔ ۱۴/اگست ۱۹۴۷ء سے قبل پاکستان، ہندوستان ایک ہی ملک تھا اور اس پر انگریز حکومت کرتے تھے۔ انگریز آئے تو تھے تجارت کرنے، مگر رفتہ رفتہ انھوں نے یہاں اپنی حکومت قائم کرلی۔

۱۸۵۷ء میں مسلمانوں نے انگریزوں سے بے زار ہو کر ان کے خلاف جد وجہد شروع کی۔ اکثر ہندو بھی انگریزوں سے تنگ آچکے تھے، اس لیے وہ بھی مسلمانوں کے ساتھ آزادی کی کوششوں میں شریک ہوگئے۔ انگریزوں نے اپنی حکومت کو بچانے کے لیے طاقت اور سازش دونوں کا استعمال کیا۔ مسلمانوں کو اُس وقت کوئی ایسا رہنما نہ مل سکا جو ان کو ایک جھنڈے تلے اِکٹھا کرتا اور نہ ہی ان کے پاس نئے قسم کے ہتھیار تھے، اس لیے وہ آزادی کی اس جنگ میں کامیاب نہ ہوسکے۔

جنگِ آزادی کے بعد انگریزوں نے ہندوؤں کو اپنے ساتھ ملالیا۔ ان کو اعلیٰ عہدے دیے اور مسلمانوں کو باغی اور غدّار ٹھہرا کر طرح طرح سے ستانا شروع کیا۔ ہزاروں مسلمانوں کو پھانسی پر لٹکایا اور ان کی جائدادیں ضبط کیں۔ ایسے نازک وقت میں سر سیّد احمد خاں نے اس ظلم کے خلاف آواز اُٹھائی اور لڑنے کے بجائے ان کے قریب آکر مسلمانوں کے خلاف انگریزوں کی بدگمانی دور کرنے کی کوشش کی۔ سرسیّد احمد خاں کا خیال تھا کہ اس وقت مسلمانوں کو انگریزوں سے لڑنا نہیں چاہیے، بلکہ ان سے مفاہمت کرکے اپنی ترقی کے لیے کام کرنا چاہیے۔ انھوں نے مسلمانوں کی تعلیم کے لیے ایک بڑا مدرسہ قائم کیا جو ترقی کرکے یونی ورسٹی بن گیا اور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے نام سے مشہور ہوا۔

۱۸۸۵ء میں ہندوستان کے لوگوں کو مناسب حقوق دلانے کے لیے ایک انگریز لارڈ ہیوم نے انڈین

نیشنل کانگریس کے نام سے ایک جماعت بنائی۔ اس جماعت میں ہندو اور مسلمان دونوں شامل ہو گئے۔ کانگریس کے رہنما زیادہ تر ہندو تھے۔ اُنھیں ہندوؤں کے فائدے کا زیادہ خیال تھا۔ اس بات سے مسلمان ناراض ہو گئے۔ کانگریس میں ہندوؤں کا غلبہ دیکھ کر ۱۹۰۶ء میں چند مخلص مسلمان رہنماؤں نے "مسلم لیگ" کے نام سے ایک الگ سیاسی جماعت قائم کی۔

قائدِ اعظمؒ شروع میں کانگریس میں شامل تھے۔ ہندوؤں کی ہٹ دھرمی اور ناانصافی دیکھ کر وہ کانگریس سے علیٰحدہ ہو کر مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔ قائدِ اعظمؒ نے مسلم لیگ کی اصلاح کی اور اسے طاقتور بنایا۔ انھوں نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ اس جماعت میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں شامل ہوں اور اس کے منصوبوں کو کامیاب بنانے کی کوشش کریں تاکہ مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کی جا سکے۔

۱۹۳۰ء میں ہندوستان کے شہر الہ آباد میں مسلم لیگ کا سالانہ جلسہ ہوا۔ مسلمانوں کے مشہور فلسفی، شاعر اور رہنما علامہ اقبالؒ نے صدارت کی۔ آپ نے فرمایا "میری نگاہ میں ہندو اور مسلمانوں کے باہمی جھگڑوں کا حل صرف یہ ہے کہ جن علاقوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے، اُن کو ملا کر ایک آزاد مملکت بنا دی جائے، جہاں مسلمان اپنے مذہب، اپنی روایات اور تہذیب و تمدّن کے مطابق زندگی گزار سکیں۔"

۲۳/ مارچ ۱۹۴۰ء کو مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس لاہور میں ہوا، جس کی صدارت قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ نے فرمائی۔ اس اجلاس میں جو تجویز منظور ہوئی وہ پہلے "قراردادِ لاہور" اور بعد میں "قراردادِ پاکستان" کے نام سے مشہور ہوئی۔

اس قرارداد میں علامہ اقبالؒ کی تجویز کو ایک عملی صورت میں پیش کیا گیا تھا اور ہندوستان میں مسلمانوں کی اکثریت والے علاقوں کو ہندوستان سے الگ ملک بنانے کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ یہ مطالبہ جنوبی ایشیا (ہندوستان) کے مسلمانوں کے دِل کی آواز بن گیا۔ کانگریس اور انگریز دونوں شروع میں اس تقسیم کے خلاف تھے لیکن اُنھیں مسلمانوں کی اکثریت کی رائے کے آگے جھکنا پڑا۔ ہندوستان تقسیم کر دیا گیا۔ بنگال کے مشرقی حصّے، پنجاب کے مغربی حصّے، سندھ، خیبر پختون خوا اور بلوچستان کے صوبوں میں مسلمان

اکثریت میں تھے۔ یہاں مسلمانوں کا نیا وطن (پاکستان) وجود میں آیا۔ اس طرح جنوبی ایشیا کے مسلمانوں نے اپنے لیے ایک آزاد مملکت حاصل کی تاکہ وہ اسلام کے زریں اصولوں کے مطابق زندگی بسر کر سکیں۔

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱- مسلمانوں نے انگریزوں کے خلاف آزادی کی جنگ کب شروع کی اور انھیں کامیابی کیوں نہ ہوئی؟

۲- جنگِ آزادی کے بعد انگریزوں نے مسلمانوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا؟

۳- سرسیّد احمد خاں نے مسلمانوں کی تعلیم کے لیے کیا کیا؟

۴- انڈین نیشنل کانگریس کس نے قائم کی اور اس میں کن لوگوں کی اکثریت تھی؟

۵- مسلم لیگ کب اور کیوں قائم کی گئی؟

۶- قائدِ اعظمؒ کانگریس سے کیوں الگ ہوئے؟

۷- علامہ اقبالؒ نے ہندو مسلم جھگڑے کا کیا حل پیش کیا؟

۸- قراردادِ پاکستان کب منظور ہوئی اور اس میں کیا مطالبہ کیا گیا؟

۹- پاکستان کا قیام کب اور کس لیے عمل میں لایا گیا؟

(ب) ان الفاظ کی معنی لکھیے: عزم- قبل- سازش- باغی- غدار- ضبط کرنا- بدگمانی- حقوق- مخلص- ہٹ دھرمی- اِصلاح- منصوبہ- تہذیب و تمدن- مطالبہ- زرّیں اصول

(ج) اس سبق میں سے ذیل کے الفاظ کی اضداد تلاش کیجیے:

غلامی- صلح- ناکام- وفادار- انصاف- خوش- کمزور- اقلیت

(د) مندرجہ ذیل جملوں پر صحیح (✓) یا غلط (✗) کا نشان لگائیے:

۱- پاکستان کے لیے مسلمانوں نے جانی اور مالی قربانیاں دیں۔

۲- جنگِ آزادی کے بعد انگریز حکومت نے مسلمانوں کو اعلیٰ عہدے دیے۔

۳- انڈین نیشنل کانگریس میں ہندو اور مسلمان برابر کے شریک تھے۔

۴- ہندوؤں کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے قائدِ اعظمؒ کانگریس سے علیحدہ ہو گئے۔

۵- قراردادِ لاہور ۱۹۳۰ء میں منظور کی گئی۔

(ہ) دیے ہوئے الفاظ سے خالی جگھوں کو پُر کیجیے:

رفتہ رفتہ - غلبہ - قربانیاں - مخلص - باغیوں

۱- پاکستان حاصل کرنے کے لیے مسلمانوں نے بے مثال جانی اور مالی ________ دیں۔

۲- انگریز تاجروں نے ________ جنوبی ایشیا پر قبضہ کر کے اپنی حکومت قائم کر لی۔

۳- جنگِ آزادی کے بعد انگریزوں نے مسلمانوں کے ساتھ ________ کا سا برتاؤ کیا۔

۴- انڈین نیشنل کانگریس میں ہندوؤں کا ________ تھا۔

۵- قائدِ اعظمؒ جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کے ________ رہنما تھے۔

(و) حصّہ (الف) کے ہر جزو کے ساتھ حصّہ (ب) کا موزوں جزو لگا کر جملے بنائیے:

حصّہ (الف)	حصّہ (ب)
۱- پاکستان کے قیام کی کہانی	۱- مسلمانوں کے خلاف انگریزوں کی بدگمانی دور کی۔
۲- جنوبی ایشیا پر قبضہ کرنے کے لیے	۲- ایک انگریز لارڈ ہیوم نے ڈالی۔
۳- سر سیّد احمد خاں نے	۳- عزم و ہمت اور جدوجہد کی کہانی ہے۔
۴- انڈین نیشنل کانگریس کی بنیاد	۴- ۲۳/ مارچ ۱۹۴۰ء کو منظور ہوئی۔
۵- قراردادِ پاکستان	۵- انگریزوں نے طاقت اور سازش دونوں سے کام لیا۔

پاک وطن اے پاک وطن!

پاک وطن، اے پاک وطن، اے پاک وطن، ہم جاگے
اب قدم بڑھیں گے آگے

شوق ہماری راہ کی مشعل، عزم ہمارا رہبر
پانی بن کر بہہ جائیں گے راہ کے سارے پتھر

پاک وطن، اے پاک وطن، اے پاک وطن، ہم جاگے
اب قدم بڑھیں گے آگے

جب تک ہیں یہ ہاتھ سلامت، رہے گی محنت جاری
جنگ لڑے گا غربت سے اب دیس کا اِک اِک ہاری

پاک وطن، اے پاک وطن، اے پاک وطن، ہم جاگے
اب قدم بڑھیں گے آگے

چاند بنے گا اِک اِک ماتھا، سورج اِک اِک سینہ
آج سے اِک اِک لمحہ ہوگا، روشنیوں کا زینہ

پاک وطن، اے پاک وطن، اے پاک وطن، ہم جاگے
اب قدم بڑھیں گے آگے

(ساقی جاوید)

مشق

(الف) ان الفاظ کی معنی لکھیے: مشعل — عزم — رہبر — غربت — ہاری — لمحہ۔

(ب) اس نظم میں ذیل کی ہر عبارت کے ہم معنیٰ عبارت یا مصرعہ تلاش کیجیے:

۱- راہ کی ساری رکاوٹیں آپ سے آپ دور ہوتی چلی جائیں گی۔

۲- ملک کا ہر کسان زیادہ سے زیادہ فصل پیدا کر کے مفلسی کو ختم کرنے کی کوشش کرے گا۔

۳- ہمارا عزم ہم کو ترقی کی راہ پر لے چلے گا۔

۴- جب تک جسم میں طاقت ہے، ہم لگاتار محنت کرتے رہیں گے۔

۵- شوق ہمیں ترقی کا راستہ دکھائے گا۔

۶- خوش حالی اور ترقی سے ہر پاکستانی کے چہرے پر رونق آجائے گی اور اس کا سینہ روشن ہو جائے گا۔

۷- آج سے ہم لگاتار ترقی کے زینے پر چڑھتے جائیں گے۔
ملک سے غربت اور جہالت کی تاریکی دور ہو جائے گی
اور خوش حالی اور علم کی روشنی پھیلتی چلی جائے گی۔

(ج) حصّہ (ب) کی عبارتیں حصّہ (الف) کی عبارتوں کے ہم معنی ہیں مگر بے ترتیب۔ انھیں ترتیب وار لکھیے:

حصّہ (الف)	حصّہ (ب)
۱- راہ کے پتھر	۱- ہر چہرہ خوشی سے چمکنے لگے گا۔
۲- پانی بن کر بہہ جائیں گے	۲- راستے کی مشکلیں اور پریشانیاں۔
۳- ہر ماتھا چاند بنے گا	۳- غم اور فکر دور ہو جائیں گے۔
۴- ہر سینہ سورج بنے گا	۴- آسانی سے دور ہو جائیں گے۔
۵- روشنیوں کا زینہ	۵- ترقی کی منزلیں۔

ٹیلی وژن

ریڈیو یا بے تار برقی کے ذریعے آواز کو ایک جگہ سے دوسری جگہ بھیجنے میں کامیابی کے بعد سائنس دان اس فکر میں تھے کہ ایک ایسا آلہ ایجاد کیا جائے، جس کے ذریعے نہ صرف دور دراز کی آوازیں سنی جاسکیں، بلکہ تصویریں بھی دیکھی جاسکیں۔ آخر کار ایک سائنس دان نے ایسا آلہ ایجاد کر ہی لیا۔ اس آلے کا نام ٹیلی وژن ہے۔

جیتی جاگتی تصویریں دکھانے والے اس آلے کی ایجاد میں سب سے پہلے اسکاٹ لینڈ کے ایک سائنس دان "جان لوئی بیئرڈ" نے ۱۹۲۶ء میں کامیابی حاصل کی۔ اس کے بعد دنیا کے کئی سائنس دانوں نے اس ایجاد کو ترقی دی اور اس میں کئی بہتر تبدیلیاں کیں۔

ہر ٹیلی وژن سیٹ کے دو حصّے ہوتے ہیں۔ ایک حصّہ ریڈیو کی طرح ہوتا ہے جس کے ذریعے ہم آواز سنتے ہیں۔ دوسرا حصّہ ایک چپٹے سرے والے ٹیوب سے متعلق ہوتا ہے۔ ٹیوب کا یہی چپٹا حصّہ ہے جس پر تصویر نظر آتی ہے۔

ٹیلی وژن بھی ریڈیو ہی کی طرح کام کرتا ہے۔ ریڈیو اسٹیشن میں آواز کو برقی مقناطیسی لہروں میں تبدیل کیا جاتا ہے، جنھیں ہمارا ریڈیو وصول کر کے دوبارہ آواز میں تبدیل کر دیتا ہے۔ ٹیلی وژن میں آواز اور عکس دونوں کو برقی مقناطیسی لہروں میں تبدیل کر دیا جاتا ہے اور پھر ٹیلی وژن اسٹیشن ان لہروں کو نشر کر دیتا ہے۔ ٹیلی وژن سیٹ انھیں وصول کر کے پھر آواز اور عکس میں تبدیل کر دیتا ہے۔ یہ عکس ہمیں ٹیلی وژن کے پردے پر نظر آتا ہے، جو دراصل ایک برقیاتی ٹیوب کا چپٹا حصّہ ہوتا ہے۔

ٹیلی وژن اسٹیشن سے نشر ہونے والی لہریں، روشنی کی شعاعوں کی طرح، خطِ مستقیم میں سفر کرتی ہیں، زمین کی گولائی کے ساتھ نہیں چلتیں۔ اس لیے چند میل بعد یہ زمین کی گولائی کا ساتھ نہیں دیتیں۔ اسی لیے ٹیلی وژن پروگراموں کو دُور کے علاقوں میں پہنچانے کے لیے جگہ جگہ درمیانی اسٹیشن قائم کرنے پڑتے ہیں جنھیں بوسٹر کہتے ہیں۔

آج کل دنیا کے سبھی بڑے ملکوں میں ریڈیو اسٹیشنوں کی طرح ٹیلی وژن اسٹیشن قائم ہیں۔ ہمارے ملک کے بڑے بڑے شہروں، کراچی، لاہور، اسلام آباد، پشاور اور کوئٹہ میں بھی ٹیلی وژن اسٹیشن قائم ہیں، جن سے خبریں، ڈرامے، فلمیں، معلوماتی پروگرام، کھیل وغیرہ نشر ہوتے ہیں۔ ٹیلی وژن کو تعلیمی مقاصد کے لیے بھی استعمال کیا جارہا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ سننے کی نسبت دیکھنے کے اثرات زیادہ گہرے ہوتے ہیں اور دیکھی ہوئی چیزیں نہ صرف آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہیں بلکہ دیر تک یاد رہتی ہیں۔ اس طرح ٹیلی وژن، تفریح اور تعلیم کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱- ریڈیو اور ٹیلی وژن میں کیا فرق ہے؟ ان میں سے کون سی ایجاد پہلے ہوئی؟

۲- ٹیلی وژن سب سے پہلے کس نے ایجاد کیا؟

۳- ٹیلی وژن سیٹ کے کتنے حصّے ہوتے ہیں اور ہر حصّہ کیا کام کرتا ہے؟

۴- ریڈیو اسٹیشن سے آواز ہم تک کیسے پہنچتی ہے؟

۵- ٹیلی وژن اسٹیشن سے آواز اور تصویریں ہم تک کیسے پہنچتی ہیں؟

۶- ٹیلی وژن کے پروگرام ریڈیو پروگراموں سے زیادہ مؤثر کیوں ہوتے ہیں؟

(ب) ۱- ان الفاظ کے معنی لکھیے: ایجاد — نشر کرنا — برقیاتی مراکز — مقاصد — تفریح

۲- م سے شروع ہونے والے چار حرفی الفاظ کی جمع بنانے کا قاعدہ سمجھیے:

واحد: م ___ ___ ___	جمع: م ___ ا ___ ___
م س ج د (مسجد)	م س ا ج د (مساجد)

(ج) مندرجہ ذیل جملوں میں صحیح اور غلط کا نشان لگائیے:

۱- ٹیلی وژن اسٹیشن سے نشر ہونے والی لہریں زمین کی گولائی کے ساتھ سفر کرتی ہیں۔

۲- ٹیلی وژن پروگراموں کو دور کے علاقوں میں پہنچانے کے لیے جگہ جگہ درمیانی اسٹیشن قائم کرنے پڑتے ہیں۔

۳- ٹیلی وژن، ریڈیو کے مقابلے میں تفریح اور تعلیم کا زیادہ مؤثر ذریعہ ہے۔

۴- ٹیلی وژن، ریڈیو سے پہلے ایجاد ہوا تھا۔

۵- دیکھنے کی نسبت سننے کے اثرات زیادہ گہرے ہوتے ہیں۔

(د) ذیل کے الفاظ سے اضداد کے جوڑے بنائیے:

ترقی — پہلا — نشر — تنزّل — وصول — سفر — گول — آخری — چپٹا — پیچھے — دور — قیام — نزدیک — آگے

(ج) دیے ہوئے الفاظ میں سے صحیح لفظ لگا کر جملوں کو مکمل کیجیے:

۱- ٹیلی وژن کی ________ کا سہرا جان لوئی بیئرڈ کے سر ہے۔ (دریافت — تلاش — ایجاد)

۲- ٹیلی وژن اسٹیشن برقی مقناطیسی لہروں کو ________ کرتا ہے۔ (وصول — نشر — تبدیل)

۳- ہر ٹیلی وژن سیٹ کے ________ حصّے ہوتے ہیں۔ (چار — دو — تین)

۴- ٹیلی وژن اسٹیشن سے نشر ہونے والی لہریں خطِ ________ میں سفر کرتی ہیں۔ (منحنی — متوازی — مستقیم)

۵- ٹیلی وژن بھی ________ کی طرح کام کرتا ہے۔ (ریڈیو — دوربین — ایکس ریز)

خواجہ یونس حسن شہید

بڑا آدمی وہ نہیں جس کے پاس دولت ہو، بلکہ بڑا وہ ہے جو اپنی ذات سے دوسروں کو فائدہ پہنچائے، جو اپنی زندگی ملک اور قوم کی خدمت میں بسر کرے۔ خواجہ محمد یونس حسن شہید کا شمار ایسے ہی لوگوں میں ہوتا ہے۔

یونس حسن شہید ۱۹۳۵ء میں ہندوستان کے شہر پانی پت میں پیدا ہوئے۔ وہ بچپن ہی سے بے حد حسّاس، محنتی اور ذہین تھے۔ ہر کام سلیقے اور لگن سے کرتے تھے۔

ہندوستان تقسیم ہوا اور پاکستان بنا تو یونس حسن نے اپنی آنکھوں سے ایسے خونی مناظر دیکھے جن کے تصوُّر سے ان کا دل دہلنے لگتا تھا۔ دوسرے بہت سے خاندانوں کی طرح یونس حسن کا خاندان بھی تباہ و برباد ہوا تھا۔ وہ اپنے خاندان کے بچے کھچے افراد کے ساتھ پاکستان پہنچے تھے۔

۱۹۵۱ء میں یونس حسن کالج میں تعلیم پا رہے تھے کہ ایک دن پاکستانی افواج کے افسروں کی تقریریں سن کر اُن کے دل میں بھی فوجی خدمت کا جذبہ پیدا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ دلی آرزو ۱۹۵۴ء میں پوری کردی۔ انھیں پاک فضائیہ کے لیے منتخب کرلیا گیا۔ مقصد سے لگن اور محنت کی وجہ سے ۱۹۶۳ء میں انھیں فلائٹ لیفٹیننٹ کا عہدہ دیا گیا۔

کسے معلوم تھا کہ ۱۹۶۵ء کا سال یونس حسن جیسے دلیر اور محبِّ وطن جوان کی زندگی کا کامیاب ترین

سال ثابت ہو گا۔ ٦/ ستمبر ۱۹٦۵ء کی شام تھی، سورج غروب ہو چلا تھا، آسمان پر دُھندلی دُھندلی سی شَفَق پُھولی ہوئی تھی۔ پاک فضائیہ کے تین سیبر جیٹ طیّارے گونجتے گرجتے ہندوستان کے علاقے پر اُڑے جا رہے تھے۔ یہ ایک خاص مشن تھا۔ مشن کے لیڈر سرفراز احمد رفیقی تھے۔ ان کے ایک طرف فلائٹ لیفٹیننٹ خواجہ یونس حسن اور دوسری طرف فلائٹ لیفٹیننٹ سیسل چودھری تھے۔ اس معرکے سے قبل بھی یونس حسن تنِ تنہا دشمن کے دو عدد ہنٹر طیّارے تباہ کرنے کا اِعزاز حاصل کر چکے تھے۔ آج ان کا ہدف ہندوستان کے شہر جالندِھر سے تقریباً ٦۵ کلو میٹر جنوب میں ہلواڑے کا ہوائی اڈّا تھا۔

تینوں ہوا باز اپنی عقابی نظروں سے دشمن کے ہوائی اڈّے کو ڈھونڈ رہے تھے، لیکن فضا میں دُھند کے باعث زمین پر چیزیں پہچاننے میں دِقّت ہو رہی تھی۔ اس لیے وہ بڑی بہادری سے بلند فضا سے نیچے ساٹھ میٹر کی بلندی تک اُتر آئے اور ہلواڑے کا ہوائی اڈّا تلاش کرنے لگے۔

اتنے میں درجن کے لگ بھگ دشمن کے ہنٹر طیّاروں کا ایک غول ان پر ٹوٹ پڑا۔ یہ ہنٹر طیّارے دو دو کی ترتیب میں ایک دوسرے کے پیچھے چلے آ رہے تھے۔ پاکستانی ہوا بازوں نے فوراً ہی فضائی معرکے کے لیے تیاری کر لی۔ خواجہ یونس حسن نے اپنے لیڈر سے وائرلیس پر کہا، "لیڈر! چلیں ان سے دو دو ہاتھ کر لیں۔ آپ پہلے والے کو سنبھالیں، میں دوسرے کو سنبھالتا ہوں۔" سیسل چودھری فضائی جنگ کے اُصول کے مطابق ان دونوں کے عقب میں ان کی حفاظت کے لیے آ گئے۔

غضب کا حملہ تھا۔ دشمن کی تعداد پاکستانی شاہینوں سے تین گنا زیادہ تھی اور یہ کہ دشمن اپنے ہی علاقے میں تھا۔ سرفراز احمد رفیقی نہایت پُھرتی سے دشمن کے ایک ہنٹر طیارے کے پرخچے اڑا چکے تھے۔ بد قسمتی سے اس کے بعد رفیقی کے جہاز کی مشین گن جام ہو گئی اور ان کا طیارہ دشمن کے دو جہازوں کی گولیوں کا نشانہ بن گیا۔ ادھر یونس حسن بھی دشمن کے ایک طیارے کے پیچھے لگ گئے تھے۔ عجب حیران کن منظر تھا۔ کہاں پُرانا سست رفتار سیبر اور کہاں جدید قسم کا تیز رفتار ہنٹر! یہ سیبر کی قوّت نہیں تھی،

بلکہ خواجہ یونس حسن کا جذبہ تھا۔ خواجہ یونس حسن اپنے اس پرانے سیبر سے جدید ترین طیارے ہنٹر کو مار چکے تھے۔

چودھری نے بھی کمال دلیری سے ایک ہنٹر کو زمین بوس کر دیا۔ اب پاکستانی شاہین واپسی کے لیے مڑے کیوں کہ ان کے طیاروں کا تیل اور اسلحہ ختم ہوتا جا رہا تھا۔ اسی اثنا میں چودھری نے دیکھا ہنٹر ان کے پیچھے آ گئے ہیں۔ وہ فوراً ایک طرف مڑے اور ساتھ ہی یونس حسن کو خبردار کیا۔ یونس حسن ایک دفعہ پھر دشمن سے مقابلے کے لیے مڑے مگر اس سے پہلے ہی ان کے جہاز کو دشمن کی گولیاں لگ چکی تھیں۔ یونس جہاز سے کودنے کی بجائے دشمن سے مقابلے پر تلے رہے۔ لیکن اس معرکے سے پیشتر ہی تقدیر نے ان کو شہادت کا جام پیش کر دیا اور ان کا جہاز مکمل طور پر شعلوں کی لپیٹ میں آ کر تباہ ہو گیا۔

خواجہ یونس حسن نے وطن کی سلامتی کے لیے اپنی جان قربان کر کے شہادت کا عظیم رُتبہ حاصل کیا۔ حکومت نے اُنھیں شہادت کے بعد "ستارۂ جرأت" کا تمغا دیا۔ ان کا یہ کارنامہ پاکستانی فضائیہ کی تاریخ میں عزم و ہمت اور بہادری کی اعلیٰ مثال ہے۔

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱۔ خواجہ یونس حسن شہید کا شمار بڑے لوگوں میں کیوں ہوتا ہے؟

۲۔ خواجہ یونس حسن شہید کے دل میں فوجی خدمت کا جذبہ کیسے پیدا ہوا؟

۳۔ آخری فضائی معرکے میں خواجہ یونس حسن شہید کے ساتھ اور کون کون تھا؟

۴۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں خواجہ یونس حسن شہید اور ان کے ساتھی کس معرکے کے لیے نکلے تھے؟

(ب) ۱۔ ان الفاظ کی معنی لکھیے:

حساس — ذہین — سلیقہ — اعزاز — پرخچے — غول — فضائیہ

۲- ان الفاظ کے ہم معنی تلاش کر کے لکھیے:

آرزو — معرکہ — سست — جذبہ — ہوائی جہاز

(ج) دیے ہوئے لفظوں کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

الفاظ: سلامتی — سلیقہ — خدمت — مناظر — کارنامہ

(د) سبق کے مطابق موزوں لفظ چن کر خالی جگہوں کو پُر کیجیے:

۱- بڑا آدمی وہ ہے جو ملک و قوم کی ____________ کرے۔
(محبت — خدمت — تعریف)

۲- خواجہ یونس حسن شہید نے اپنی آنکھوں سے خونی ____________ دیکھے۔
(آدمی — درندے — مناظر)

۳- پاکستانی ہوا بازوں نے فوراً ہی ____________ معرکے کی تیاری کر لی۔
(زمینی — بحری — فضائی)

۴- خواجہ یونس حسن شہید نے وطن کے لیے اپنی جان ____________ کر دی۔
(تباہ — قربان — پیش)

(د) حصّہ (الف) کے ہر جزو کے ساتھ حصّہ (ب) کا موزوں جزو ملا کر جملے بنائیے:

حصّہ (الف)	حصّہ (ب)
۱- بڑا آدمی وہ نہیں	۱- فلائٹ لیفٹیننٹ بنے۔
۲- خواجہ یونس حسن شہید ۱۹۶۳ء میں	۲- پاک فضائیہ کے لیے منتخب ہوئے۔
۳- خواجہ یونس حسن شہید ۱۹۵۱ء میں	۳- یونس حسن شہید کا جذبہ تھا۔
۴- خواجہ یونس حسن شہید ۱۹۵۴ء میں	۴- کالج میں تعلیم پا رہے تھے۔
۵- یہ سیبر کی قوت نہیں بلکہ	۵- جس کے پاس دولت ہو۔

حقیقی شرافت

میں پوچھتا نہیں ہرگز تمھارا نام ہے کیا
نہ یہ کہ نام بزرگوں کا اور مقام ہے کیا
نہ خانوادے[1] سے مطلب، نہ خانماں سے غرض
یہاں تو نام سے کچھ ہے، نہ کچھ نشاں سے غرض
تمھارے کام گر اچھّے تو نام اچھّے ہیں
گھرانے اچھّے، گھر اچھّے، تمام اچھّے ہیں
جو کچھ کہ منہ سے کہو، اس کا لو اثر دل میں
کہ ہے کتابوں میں جو کچھ، کرے وہ گھر دل میں
زبان ودل ہیں بہم جب کہ ایک ہوجاتے
تو آدمی بھی ہیں بالطبع[۲] نیک ہوجاتے
وگرنہ پڑھنے کو سب خاص وعام پڑھتے ہیں
ہزاروں طوطے ہیں، کلمہ کلام پڑھتے ہیں

(محمد حسین آزادؔ)

---

[1] خانوادہ یعنی خاندان
[۲] بالطبع یعنی طبیعت کے لحاظ سے

مشق

(الف) ان الفاظ کے معنی لکھیے:

حقیقی - شرافت - خانوادہ - خانماں - بالطبع - خاص وعام

(ب) صحیح پر یہ نشان (✓) لگائیے:

۱- اچھّا آدمی وہ ہے:

(الف) جس کا نام اچھا اور خاندان اونچا ہو۔

(ب) جو کسی مشہور شہر کا رہنے والا ہو۔

(ج) جس کے اعمال اچھے ہوں۔

۲- نیک آدمی وہ ہے:

(الف) جو بہت اچھی تقریر کر سکتا ہو۔

(ب) جو زبان سے وہی بات کہے جو اس کے دل میں ہو۔

(ج) جس نے بے شمار کتابیں پڑھی ہوں۔

(ج) ذیل کی ہر عبارت نظم کے کون کون سے بند کا خلاصہ ہے؟

۱- اگر تعلیم کا اثر زبان تک ہی رہے اور دل پر اس کا کوئی اثر نہ ہو تو ایسے پڑھے لکھے آدمی اور طوطے میں کوئی فرق نہیں۔

۲- اونچے خاندان یا نامور باپ دادا کی وجہ سے آدمی کو نیک نامی حاصل نہیں ہوتی، بلکہ آدمی کی نیک نامی سے اس کے خاندان اور باپ دادا کا نام روشن ہوتا ہے۔

کے۔ٹُو کی تسَخیر

دنیا میں بہادروں اور ہمت وَروں کی کمی نہیں۔ ان میں سے بعض ایسی مہم سَر کرنے کی دُھن میں رہتے ہیں جو دوسروں کے بس کی بات نہ ہو۔ کوئی قطب شمالی کے برفستان کی خبر لاتا ہے تو کوئی افریقہ کے جنگلوں کو چھانتا ہے۔ بعض من چلوں کو سمندر کے دُور دراز ناقابلِ تسخیر علاقوں کا چکر کاٹنے کی لگن ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ دنیا کی رَونق ایسے ہی لوگوں کے دَم سے قائم ہے۔

کوئی تیس پینتیس سال پہلے کی بات ہے۔ اطالوی کوہ پیماؤں نے جس جیوَٹ پَن اور بہادری کا ثبوت دیا، وہ کوہ پیمائی کی تاریخ میں ہمیشہ یاد رہے گا۔

دنیا کی سب سے اونچی چوٹی ایورسٹ سے کوئی ۷۵۲ فٹ کم اونچائی کی ایک اور چوٹی ہے جس کا نام 'کے۔ٹو' ہے۔ شمالی علاقہ جات میں کوہ قراقرم کی برف پوش چوٹیوں میں 'کے۔ٹو' کی چوٹی سب سے اونچی ہے۔ اس کی بلندی اٹھائیس ہزار دو سو پچاس فٹ ہے۔ اس کو سَر کرنے کی بارہا کوشش کی گئی مگر شدید برفانی طوفانوں نے ہمیشہ کوہ پیماؤں کے منہ پھیر دیے۔ سنگین ڈھلوان چٹانوں کا ایک ایسا سلسلہ ہے جس پر قدم جمانا ہی ناممکن ہے۔ اس کے علاوہ اس چوٹی کو سَر کرنے والوں کو برف کے ایسے طوفانوں سے بھی مقابلہ کرنا پڑتا ہے کہ "اَلاَمان اَلحفیظ"۔ لیکن یہ انسان ہی کی ہمت ہے کہ وہ کسی خطرے کو خاطر میں نہیں لاتا۔ ہر جگہ جان پر کھیل جاتا ہے۔ ۱۹۵۳ء میں امریکی کوہ پیماؤں کی ایک ٹیم بڑے ساز وسامان کے ساتھ آئی مگر اسے بھی منہ کی کھانی پڑی۔

یہ مغرور چوٹی جواں مردوں کو للکار رہی تھی۔ بالآخر اگلے سال اطالوی کوہ پیما اور بھی زیادہ تیاریوں کے ساتھ آئے۔ انھوں نے سابقہ کوہ پیماؤں کے تجربوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سولہ ہزار فٹ کی بلندی پر اپنا ابتدائی کیمپ لگایا۔ اس مہم کے ساز وسامان کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس کو کیمپ تک لے

جانے میں پانچ سو قُلی اُجرَت پر لیے گئے اور جب انھوں نے ابتدائی کیمپ سے آگے جانے سے انکار کر دیا تو اطالوی کوہ پیماؤں کو خود یہ سامان اٹھا کر لے جانا پڑا۔ یہ مہم اتنی جان لیوا تھی کہ ایک اطالوی مشاق کوہ پیما تو بیمار ہو کر وہیں مر گیا۔ ابھی اس کا سوگ بھی ختم نہ ہوا تھا کہ طوفان آ گیا۔ یہی ڈر لگتا تھا کہ کوئی اُڑ کر کسی گہری کھائی میں نہ جا پڑے۔ لیکن ان جانبازوں نے ہمت نہ ہاری اور طوفان کا مقابلہ کرتے ہوئے مسلسل آگے بڑھتے رہے۔ چالیس روز کے بعد جب طوفان کا زور ٹوٹا تو ان جواں مردوں کی پہلی کھیپ ۲۶ ہزار فٹ کی بلندی پر تھی۔ ۳۱/ جولائی ۱۹۵۴ء کو ان بہادروں میں سے 'کومپانوی' اور 'لاس ویلی' نے دنیا کی اس سب سے خطرناک چوٹی کو تسخیر کرنے کا عزم کیا۔

نیلے نیلے آسمان پر سورج کی پہلی کرن پھوٹ رہی تھی کہ یہ جیالے آکسیجن کے تھیلے پیٹھ پر لادے اور کمر سے رسی باندھے، ہاتھ میں کلہاڑی اٹھائے اپنی منزل کی طرف چل پڑے۔ ان دونوں جواں مردوں کو دو ہزار تین سو فٹ چڑھنا تھا۔ وہ دوپہر تک دو تہائی حصّہ چڑھ چکے تھے کہ اچانک ان کی آکسیجن کا ذخیرہ ختم ہو گیا۔ اتنی بلندی پر ہوا بہت کم ہوتی ہے اور آکسیجن برائے نام ہی رہ جاتی ہے۔ ان دونوں کا بیان ہے کہ یکایک انھیں یوں محسوس ہوا کہ ان کے سر بھاری ہونے لگے ہیں، جیسے کسی نے انھیں جکڑ دیا ہو۔ 'کے-ٹو' کی چوٹی ابھی آٹھ سو فٹ دور تھی، لیکن سانس لینا محال اور قدم اُٹھانا دُوبھر ہو رہا تھا۔ لیکن پھر بھی انھوں نے ہمت نہ ہاری اور قدم اُٹھاتے ہی گئے۔ چند قدم چل کر وہ رُکتے اور زور زور سے سانس لیتے تھے، لیکن آکسیجن کی کمی کی وجہ سے سانس لینا دوبھر ہو رہا تھا۔ وہ دُھن کے پکّے کمر کمر گہری برف اور سانس کی اس دشواری کے باوجود شام تک وہ چوٹی پر پہنچ ہی گئے۔ لیکن انھیں چوٹی پر چڑھ کر بھی اپنی فتح کا یقین نہ آیا۔ وہ اتنے تھک چکے تھے کہ انھیں پاکستان اور اطالیہ کے جھنڈے گاڑنے اور کیمرے سے تصویر لینے میں بڑی دقّت پیش آ رہی تھی۔ واپسی زیادہ کٹھن تھی کیوں کہ طاقت جواب دے چکی تھی اور اندھیرا پھیل رہا تھا۔ وہ اپنی شاندار کامیابی پر خوش ہوئے بغیر لشتم پشتم واپس روانہ ہوئے۔ واپسی میں وہ کئی بار کبھی پھسلے اور کبھی لُڑھکے مگر قدرت کو انھیں زندہ رکھنا منظور تھا۔ جوں ہی وہ اپنے کیمپ پہنچے، اپنے

ساتھیوں کو دیکھ کر بے ہوش ہو گئے۔

پاکستان کی بلند ترین چوٹی 'کے-ٹو' کو فتح کرنا کوہ پیمائی کی تاریخ میں ہمیشہ یاد رہے گا، کیوں کہ انسان نے 'کے-ٹو' کی بے پناہ دشوار گذار چڑھائی کو آکسیجن کی کمی کے باوجود سر کر لیا اور یوں اِس مغرور چوٹی نے بھی دُھن کے پکّے اور ہمّت کے سچّے انسانوں کے قدموں پر اپنا سر جھکا دیا۔

اس کامیابی پر دنیا بھر میں تحسین و آفرین کا غَلغَلہ اُٹھا۔ اخبارات میں ان بہادروں کی تصویریں چَھپیں۔ ان کی کامرانی کا حال ریڈیو سے نشر ہوا۔ حکومتِ پاکستان نے انھیں تمغے دیے۔ اس طرح ان دونوں جواں مردوں کے نام انسانی تاریخ میں لازوال ہو گئے۔

(علاء الدین خالد)

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱- دنیا کی سب سے اونچی چوٹی کا نام کیا ہے؟

۲- 'کے-ٹو' کہاں واقع ہے؟

۳- 'کے-ٹو' کی بلندی بتائیے۔

۴- 'کے-ٹو' سر کرنے والوں کو کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا؟

۵- اس عظیم چوٹی کا سر کرنا دوسری چوٹیوں سے زیادہ مشکل کیوں تھا؟

۶- ان عظیم جانبازوں کے نام بتائیے جنھوں نے 'کے-ٹو' سر کیا۔

(ب) مندرجہ ذیل لفظوں کے معنی بتائیے:

کوہ پیما — غلغلہ — کامیابی — لشتم پشتم — تحسین و آفرین — من چلا — لگن — الامان الحفیظ

(ج) منہ پھیرنا - منہ کی کھانا - یہ محاورے ہیں۔ اپنی کاپی میں ایسے کچھ اور محاورے لکھیے جن میں 'نا' کا لفظ آتا ہے۔

(د) بلند ترین - لازوال - برف پوش - ناکام ایسے الفاظ ہیں جو کہ دو لفظوں سے مل کر بنے ہیں۔ ایسے لفظوں کو "مرکب" الفاظ کہتے ہیں۔ ان میں اصل لفظ میں جو لفظ پہلے لگایا جاتا ہے، اُسے "سابقہ" اور جو لفظ اصل لفظ کے بعد لگایا جاتا ہے اُسے "لاحقہ" کہتے ہیں۔ وضاحت یہ ہے:

سابقہ	لفظ	لاحقہ	مرکب
-	بلند	ترین	بلند ترین
لا	زوال	-	لازوال
-	برف	پوش	برف پوش
نا	کام	-	ناکام

آپ اسی طرح کے پانچ مرکب الفاظ تلاش کر کے اپنی کاپی میں لکھیے۔

ملائیشیا

ملائیشیا، برِّ اعظم ایشیا کے جنوب مشرق میں ایک اسلامی ملک ہے۔ ملائیشیا میں اکثریت مسلمانوں کی ہے، لیکن یہاں بدھ، ہندو اور عیسائی مذاہب کے ماننے والے بھی آباد ہیں۔ اس کا صدر مقام کوالا لمپور ہے۔اس ملک میں تیرہ چھوٹی چھوٹی ریاستیں ہیں۔ان تمام ریاستوں کو ملا کر اس ملک کا رقبہ تین لاکھ بتیس ہزار تین سو ستر مربع کلو میٹر بنتا ہے۔

یہ ملک خطِ استوا کے بالکل قریب ہے، اس لیے یہاں گرمی زیادہ ہوتی ہے۔ خشکی کا کوئی حصّہ سمندر سے زیادہ دُور نہیں، اس لیے آب و ہوا مرطوب ہے۔ یہاں بارش بھی خوب ہوتی ہے، جس کی وجہ سے پورا ملک سرسبز و شاداب ہے۔

ملائیشیا میں بلند پہاڑوں کے ساتھ ساتھ زرخیز میدان بھی کثرت سے ہیں۔ان میدانوں میں انناس، آم، ناریل، ربڑ، سیاہ مرچ اور چاول کی کاشت کی جاتی ہے۔ معدنیات میں لوہا، سونا، کوئلہ، ٹین، قلعی، تانبا اور تیل پایا جاتا ہے۔ان معدنیات کی وجہ سے یہ ملک خاصا دولت مند ہے اور یہاں کے باشندے خوش حال ہیں۔

اس ملک کے لوگ خوش مزاج، ملنسار اور مہمان نواز ہیں۔ خاص طور پر یہاں کے مسلمان جب پاکستان کے مسلمانوں سے ملتے ہیں تو بڑی گرم جوشی اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔

یہاں کی قومی زبان باہاسا ملیشیا ہے۔اس کے علاوہ یہاں چینی، انگریزی، تامل، ہندی اور اُردو بولنے والے بھی آباد ہیں۔

ملائیشیا اگرچہ بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہے لیکن صنعت و حرفت میں بھی ترقی کر رہا ہے۔ ربڑ اور اس کی مصنوعات، کشتی سازی، برتن اور لکڑی کے سامان اور بسکٹ کے بڑے بڑے کارخانے قائم ہیں۔

اس ملک کا قومی پرچم سرخ اور سفید رنگ کا ہے۔ اس میں اوپر سے نیچے تک سات سرخ اور سات سفید اُفقی پٹیاں ہیں۔ بائیں جانب کو نیلے مستطیل میں زرد ہلال اور چودہ کونوں والا ستارہ بنا ہوا ہے۔

مسلم ملکوں کو متحد کرنے میں ملائیشیا نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ جب اسلامی سکریٹریٹ قائم ہوا تو اس کے پہلے سکریٹری جنرل ملائیشیا کے سابق وزیرِاعظم تنکو عبدالرحمٰن مقرر کیے گئے۔

مشق

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱- ملائیشیا کہاں واقع ہے اور اس کی آبادی میں اکثریت کن لوگوں کی ہے؟

۲- ملائیشیا کی آب و ہوا کیسی ہے اور وہاں کن چیزوں کی زیادہ کاشت ہوتی ہے؟

۳- ملائیشیا میں کون کون سی معدنیات پائی جاتی ہیں؟

۴- ملائیشیا کے لوگوں کا بنیادی پیشہ کیا ہے؟

۵- ملائیشیا کی بڑی بڑی صنعتیں کیا ہیں؟

(ب) ان الفاظ کی اضداد سبق میں سے تلاش کیجیے:

شمال - مغرب - بڑی - اقلّیت - سردی - تری - قریب - پست - قلّت - غریب - اوپر

(ج) اسم، فعل، ضمیر اور صفت کا حال آپ پڑھ چکے ہیں۔ الفاظ کی ایک اور قسم بھی ہے۔ اس قسم کے الفاظ ذیل کے کام کرتے ہیں:

۱- کسی اسم یا ضمیر کو فعل کے ساتھ جوڑنا، جیسے:

لومڑی نے باغ میں پکّے پکّے انگور دیکھے۔

۲- دو اسموں (یا ضمیروں) دو فعلوں یا دو جملوں کو ملانا، جیسے:

سعید اور اسلم کھیل رہے ہیں۔ (دو اسم)

لومڑی بہت اُچھلی اور کودی۔ (دو فعل)

جب وہ تھک گئی تو بیٹھ گئی۔ (دو جملے)

اس قسم کے لفظوں کو "حرف" کہتے ہیں۔ جملے میں حرف کا ہونا ضروری نہیں مگر بعض حالتوں میں حرف کے بغیر جملہ بن ہی نہیں سکتا۔

(د) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱۔ آم ______ اچار ______ ادرک ______ چٹنی کھاؤ۔ (کا۔کے۔کی۔اور۔بلکہ)

۲۔ ہم ______ اللہ ______ بے شمار احسان ہیں۔ (کے۔کا۔پر۔اوپر)

۳۔ ______ محنت کروگے ______ کامیاب ہو جاؤ گے۔ (لیکن۔اگر۔تو۔جب)

۴۔ ______ خدا، ہمیں برائی ______ بچا۔ (او۔اے۔کو۔سے)

۵۔ آدمی ______ لیے علم، دولت ______ بہتر ہے۔ (کا۔کے۔میں۔سے)

(ہ) اضداد کے جوڑے بنائیے:

سابق۔بایاں۔خوشی۔موجودہ۔غم۔دایاں۔دور۔قلّت۔قریب۔کثرت

کام

ہو کبھی انسان نہ بے دل کام سے
کیوں کہ ہوتا ہے یہ کامل کام سے

کام میں ہیں مہر وماہ وابر وباد
سج گئی دنیا کی محفل کام سے

اہل ہمت کا ہے خود حامی خدا
برکتیں ہوتی ہیں نازل کام سے

عزّتیں محنت سے پاجاتے ہیں لوگ
مرتبے ہوتے ہیں حاصل کام سے

مرد کہلانا انھیں آساں نہیں
جی چُراتے ہیں جو مشکل کام سے

نام پیدا کر گئے دنیا میں جو
وہ ہوئے شہرت کے قابل کام سے

چست لڑکے شوق سے کرتے ہیں کام
اور گھبراتے ہیں کاہل کام سے

دین ودنیا سے گیا محرؔوم وہ
ہوگیا جو شخص غافل کام سے

(تلوک چند محرؔوم)

مشق

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱- اس نظم میں ردیف کیا ہے؟ یعنی وہ کون سے الفاظ ہیں جو پہلے شعر کے دونوں مصرعوں اور باقی شعروں کے صرف دوسرے مصرعے کے آخر میں بار بار آئے ہیں۔

(جواب: کام سے)

۲- اس نظم میں سے وہ الفاظ چھانٹیے جن کا آخری حرف ل ہے اور ل سے پہلے حرف کے نیچے زیر ہے اور جو ردیف سے پہلے آئے ہیں، جیسے: بے دل۔

ایسے الفاظ کو قافیہ کہتے ہیں۔ قافیے کے الفاظ کا آخری حرف اور اس سے پہلے حرف کی حرکت (زیر، زبر، پیش) یکساں ہوتے ہیں۔

(ب)۱- ان الفاظ کے معنی لکھیے:

بے دل-کامل-مہر-ابر-باد-حامی-کاہل-غافل

۲- دل کے شروع میں بے لگانے سے ایک نیا لفظ بے دل بن جاتا ہے۔ ذیل کے ہر لفظ سے پہلے بے لگا کر نیا لفظ بنائیے اور اس کے معنی بتائیے:

اثر-آبرو-مزہ-خبر-علم-ہنر-فکر-رنگ-فائدہ-پروا

(ج) ذیل کے جملوں میں حرف کے اوپر نشان لگائیے:

۱- سمجھ دار آدمی کام سے بے دل نہیں ہوتا۔

۲- چاند اور سورج ہر وقت کام میں لگے رہتے ہیں۔

۳- دنیا کی محفل کام سے سجی ہے۔

۴- میں نے فوزیہ اور معین کو کھیل کے میدان میں دیکھا۔

۵- محنت کرو، کیونکہ محنت سے عزت ہے۔

۶- اگر تم نے محنت کی ہے تو کامیاب ہو جاؤ گے۔

حسن علی آفندی

سندھ کے جن بزرگوں نے یہاں مسلمانوں کی بھلائی اور تعلیم کے فروغ کے لیے کام کیا، اُن میں حسن علی آفندی کا نام ہمیشہ روشن رہے گا۔

حسن علی، ۱۸۳۰ء میں حیدر آباد سندھ کے ایک معزّز گھرانے میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام میاں محمد احسان آخوند تھا۔ یہ ابھی کم سن ہی تھے کہ والد وفات پا گئے۔ والد کی وفات کے بعد اُن کی پرورش اُن کے بڑے بھائی اُمید علی نے کی۔ بچپن میں قرآن مجید ختم کرنے کے بعد عربی اور فارسی کی تعلیم حاصل کی۔ کچھ دنوں بعد وہ ایک چھوٹے سے قصبے میں بیس روپے ماہوار پر منشی کی حیثیت سے ملازم ہو گئے۔

ملازم ہونے کے بعد انھوں نے انگریزی زبان سیکھنی شروع کی اور بہت جلد اس پر عبور حاصل کر لیا۔ کچھ دنوں بعد انھیں نوشہرو فیروز کے ڈپٹی کلکٹر کے دفتر میں کلرک کی جگہ مل گئی۔ پھر کراچی آئے اور یہاں ضلع کی عدالت میں سررشتہ دار اور مترجم مقرر ہوئے۔ عدالت سے تعلق کی وجہ سے بہت سے وکیل ان کے دوست بن گئے۔ ان کی صحبت میں رہ کر انھوں نے نجی طور پر قانون کی تعلیم حاصل کی۔ ان کی ذہانت اور قابلیت کو دیکھ کر انگریز جج نے قانون کے امتحان اور اس کی سند کے بغیر ہی انھیں وکالت کرنے کی اجازت دے دی۔

اب وہ کراچی سے اپنے پرانے شہر حیدر آباد آئے اور وکالت شروع کی۔ اس زمانے میں سندھ میں زیادہ تر وکیل ہندو تھے۔ چناں چہ جیسے ہی حسن علی نے وکالت شروع کی، مسلمان اپنے مقدمے ان کے پاس لانے لگے۔ چوں کہ محنتی اور ذہین تھے اس لیے تھوڑے ہی دنوں میں ان کی شہرت چاروں طرف

پھیل گئی۔

وکالت کے ساتھ ساتھ حسن علی ملک اور قوم کی بھلائی کے لیے بھی کام کرتے تھے۔ انھیں تمام مسلمانوں سے سچّی ہمدردی اور محبت تھی۔ ترکی اور روس کی جنگ کے زمانے میں انھوں نے ترکوں کی مالی امداد کے لیے چندہ جمع کیا۔ ترکی کی حکومت نے اُن کا شکریہ ادا کیا اور "آفندی" کا خطاب اور تمغا دیا۔ "آفندی" ترکی زبان میں "سردار" کو کہتے ہیں۔

حسن علی آفندی کا سب سے بڑا کارنامہ 'سندھ مدرسۃ الاسلام' کا قائم کرنا ہے۔ اس زمانے میں سندھ کے مسلمانوں کے لیے انگریزی تعلیم کا مناسب انتظام نہ تھا۔ اسکول اور کالج زیادہ تر ہندوؤں کے تھے۔ حسن علی آفندی نے سندھ میں مسلمانوں کو جدید تعلیم کی دولت سے مالا مال کرنے کے لیے ایک انجمن بنائی۔ ان کا خیال تھا کہ جب تک مسلمان جدید انگریزی تعلیم حاصل نہ کریں گے، نہ صرف اعلیٰ ملازمتوں کے دروازے اُن پر بند رہیں گے، بلکہ وہ زندگی کے دوسرے میدانوں میں بھی پیچھے رہ جائیں گے۔ انھوں نے بڑے بڑے نوابوں، رئیسوں اور زمینداروں کو تعلیم کی اہمیت کا احساس دلایا، ان سے چندے لیے اور اس مقصد کے لیے کام شروع کیا۔ آخر ۱۸۸۵ء میں کراچی میں "سندھ مدرسۃ الاسلام" قائم کیا گیا۔ بابائے قوم محمد علی جناح نے بھی اس مدرسے میں تعلیم حاصل کی تھی۔ سندھ کے پہلے مسلمان گورنر الحاج سر غلام حسین ہدایت اللہ بھی یہاں کے طالب علم رہے۔ بعد میں اسی انجمن نے سندھ مسلم کالج اور سندھ لاء کالج بھی قائم کیے۔ آج بھی ہزاروں طلبہ ان اداروں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ حسن علی آفندی کی محنت اور ان کے اچھے کاموں کو دیکھ کر انگریزی حکومت نے انھیں "خان بہادر" کا خطاب دیا۔

حسن علی آفندی ۲۰/ اگست ۱۸۹۵ء کو اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ آج وہ ہم میں نہیں ہیں لیکن ان کی یاد آج بھی ہمارے دلوں میں باقی ہے۔ ان کی بلند پایہ خدمات کی وجہ سے لوگ ان کا نام عزّت سے لیتے ہیں۔

مشق

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱- حسن علی آفندی نے کہاں تک اور کس طرح تعلیم حاصل کی؟
۲- اُنھیں وکالت کرنے کی اجازت کیسے ملی؟
۳- اُنھیں آفندی کا خطاب کس نے اور کیوں دیا؟
۴- حسن علی آفندی کا سب سے بڑا کارنامہ کیا ہے؟
۵- انھوں نے مدرسۃالاسلام کے لیے روپیہ کہاں سے اور کیوں جمع کیا؟
۶- سندھ مدرسۃالاسلام کے دو نامور طالب علموں کے نام بتائیے۔
۷- حسن علی آفندی کو خان بہادر کا خطاب کس نے اور کس خدمت کے صلے میں دیا؟
۸- حسن علی آفندی کا نام کس وجہ سے ہمیشہ روشن رہے گا؟

(ب) ان الفاظ کے معنی لکھیے:

فروغ- معزّز- کم سن- عبور حاصل کرنا- سررشتہ دار- مترجم- عدالت- نجی طور پر- بے چین- وکالت

(ج) ذیل کے اشاروں کی مدد سے حسن علی آفندی پر ایک مضمون لکھیے:

پیدائش، حیدرآباد کا ایک معزّز گھرانہ، والد کی وفات، پرورش، بڑا بھائی، قرآن مجید کے بعد عربی اور فارسی کی تعلیم، ملازمتیں، انگریزی سیکھنا، کراچی کی ضلع کچہری میں ملازمت، وکالت کی اجازت، شہرت، وکالت کے ساتھ ملک اور قوم کی بھلائی کے کام، روس اور ترکی کی جنگ میں ترکوں کی مالی امداد، آفندی کا خطاب، سندھ مدرسۃالاسلام کا قیام، مقصد، ہزاروں مسلمانوں نے تعلیم حاصل کی، دو نامور طالب علم۔
حسن علی آفندی کا نام اُن کے کارناموں کی وجہ سے ہمیشہ عزت کے ساتھ لیا جائے گا۔

عقل مند کسان

دوپہر کا وقت، سب گھر والے دسترخوان پر جمع تھے۔ والد بسم اللہ کہنے ہی والے تھے کہ کسی نے دروازے پر دستک دی۔ امّی نے ریحان کی طرف دیکھ کر کہا: "بیٹا ذرا پہلے دروازے پر دیکھ آؤ۔"

ریحان کے پیچھے سلمان بھی دروازے پر گیا اور ریحان سے پہلے ہی واپس آکر والد سے کہا: "ابو! بچّل ہاری صاحب آئے ہیں۔" اتنے میں ریحان بھی آپہنچا اور اپنے بھائی کی اصلاح کرتے ہوئے بولا:

"بچّل ہاری صاحب نہیں بچّل صاحب۔"

"نہیں ابو انھوں نے تو اپنا نام بچّل ہاری بتایا ہے۔" سلمان نے اپنی بات پر اصرار کیا۔

"ہاں بیٹا انھوں نے یہی کہا ہو گا، لیکن ہاری کوئی نام کا حصّہ تھوڑا ہی ہے۔" والد نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاری کسان کو کہتے ہیں۔ بچّل ہماری زمین پر کام کرتے ہیں۔" پھر وہ ریحان کی طرف مخاطب ہو کر بولے "جاؤ مردانہ کمرہ کھول کر انھیں وہاں بٹھاؤ، میرا خیال ہے کھاد کی بوریوں کے لیے آئے ہوں گے۔ یا ایسا کرو میں جا کر دروازہ کھولتا ہوں، تم میرا اور اُن کا کھانا وہیں مردانے میں لے آؤ۔ ہم دونوں وہاں کھالیں گے۔ تم اپنی امّی کے ساتھ یہاں کھالو۔"

امّی نے کھانا سینی میں لگا دیا۔ ریحان ہاتھ دُھلانے کے لیے پہلے چلمچی اور پانی کا لوٹا لے کر گیا، پھر کھانا اور جب وہ کھانا دے کر واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک پتیلی تھی، جس میں تازہ تازہ مکّھن تھا۔ مکّھن دیکھ کر وہ بڑا خوش ہوا۔

سب نے بسم اللہ پڑھی اور کھانا شروع کر دیا۔ "امّی کسانوں کے کپڑے تو بہت میلے اور پھٹے ہوئے ہوتے ہیں، یہ صاحب جو آئے ہیں، بچّل صاحب، انھوں نے اچھے خاصے اُجلے کپڑے پہن رکھے ہیں۔" سلمان نے تعجب سے پوچھا۔ "یہ ضروری نہیں ہے کہ سب کسانوں کے کپڑے میلے اور پھٹے ہوئے ہی ہوں۔

صفائی تو ایمان کا ایک جزو ہے۔ انسان چاہے کوئی کام کرتا ہو، کوشش کرے تو وہ صاف ستھرا رہ سکتا ہے۔" امّی نے جواب دیا۔ "مگر امّی کسان تو بہت غریب ہوتے ہیں نا۔ وہ اچھّے کپڑے کیسے پہن سکتے ہیں؟" ریحان نے گویا چھوٹے بھائی کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"یہ ضروری نہیں ہے کہ سب کسان غریب ہی ہوں۔ تمھارے ابو بتاتے ہیں کہ بچّل صاحب کی حیثیت دوسرے کسانوں سے بہت بہتر ہے۔ اس کا ایک بیٹا سرکاری دفتر میں کلرک ہے، تین ابھی پڑھ رہے ہیں۔ ان میں سے ایک تو ڈاکٹری پڑھ رہا ہے۔ ایک لڑکی کی پچھلے دنوں شادی ہوئی ہے۔ گھر میں ایک بھینس اور دو گائیں ہیں، جن کے دودھ کا مکّھن تم کھا رہے ہو اور بیلوں کی ایک جوڑی ہے۔" امّی نے بچّل کا تفصیلی تعارف کرایا۔

مکّھن کا نام آیا تو ریحان اور سلمان کی توجہ بچّل کی ذات سے مکّھن کی طرف منتقل ہوگئی۔ وقتی طور پر ان کے ذہن میں پیدا ہونے والے سوالات یوں ہی رہ گئے۔ البتہ شام کو اپنے والد کو فارغ دیکھا تو ریحان نے پوچھا: "ابو! بچّل صاحب جو دوپہر کو آئے تھے، یہ کسان ہیں؟ کیا یہ کھیتی باڑی کے سارے کام خود اپنے ہاتھ سے کرتے ہیں؟" "ہاں!" والد صاحب نے جواب دیا، "ہاتھ سے کام کرنا انسان کی بڑی خوبی ہے۔ دنیا کی یہ خوب صورتی اور رعنائی اسی محنت کا ثمر ہے۔ بچّل بھی ایسے ہی لوگوں میں سے ایک ہیں۔ وہ صاف ستھرے کپڑے ہی نہیں پہنتے، ان کا دماغ بھی روشن ہے۔ وہ خُوب جانتے ہیں کہ وہی لوگ عزّت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں جو محنت اور جدوجہد سے اپنی روزی کماتے ہیں۔ جو لوگ اپنے ہاتھ سے کام کرنے کو عیب سمجھتے ہیں، محنت سے جِی چراتے ہیں اور ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیکار بیٹھے رہتے ہیں وہ ہمیشہ دوسروں کے رحم و کرم کے محتاج ہوتے ہیں اور زندگی کی بہت سی نعمتوں سے محروم رہتے ہیں۔ صحت کے اعتبار سے بھی وہ چاق و چوبند نہیں ہوتے۔ ان کا دل کسی کام میں نہیں لگتا۔ جو لوگ اپنے ہاتھ سے کام کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں، وہ خوش حال رہنے کا گر جانتے ہیں، اُن کے ضمیر مطمئن ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی ہاتھ سے محنت کرنے والوں سے خوش ہوتا ہے۔ بچّل اپنے ہاتھ سے کام کرکے خوش ہوتے ہیں،

وہ نہایت دیانت دار اور محنتی کسان ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی حیثیت گاؤں کے سارے کسانوں سے اچھی ہے۔"

"امّی کہہ رہی تھیں کہ ان کا ایک لڑکا میڈیکل کالج میں پڑھ رہا ہے، وہاں تو ابو بہت فیس لگتی ہے نا؟" ریحان نے کہا۔

"ہاں فیس تو بہت لگتی ہے لیکن بچّل جو کچھ محنت سے کماتے ہیں، اُسے فضول خرچی میں نہیں اُڑاتے، بلکہ کفایت شعاری سے خرچ کرتے ہیں۔ مثلاً پچھلے دنوں ان کی لڑکی کے شادی ہوئی۔ دوسرے کسانوں کی لڑکیوں کی شادیاں ہوتی ہیں تو وہ زمیندار سے روپیہ قرض لے کر فضول خرچی کرتے ہیں، عجیب عجیب رسوم میں پیسے ضائع کرتے ہیں۔ لیکن بچّل صاحب نے اس کے برعکس اپنی حیثیت کے مطابق سیدھے سادے طریقے پر بیٹی کی شادی کی۔ گاؤں کی مسجد میں نکاح ہوا، مہمانوں کی چائے سے تواضع ہوئی اور اللہ اللہ خیر سَلاَّ۔ اسی طرح جب دو سال قبل اُن کے والد کا انتقال ہوا تھا تو اس وقت بھی انھوں نے دنیاد کھاوے کا کوئی کام نہیں کیا تھا۔ اپنی حیثیت کے مطابق کچھ خیر خیرات کردی تھی۔ آج ہی دوپہر کو کہہ رہے تھے کہ لوگوں نے شادی کی رسمیں نہ کرنے پر بہت باتیں سنائیں، لیکن میں نے کسی کی پروا نہیں کی اور سادہ طریقے سے اپنی بیٹی کی شادی کردی۔" والد صاحب نے کہا۔

"ان کا لایا ہوا مکّھن تو بڑا عمدہ تھا۔" سلمان نے کہا۔

"اور گُڑ؟" والد صاحب نے پوچھا۔ "وہ میوہ ملا ہوا گڑ نہیں کھایا تم نے؟"

"وہ بھی کیا بچّل صاحب لائے تھے؟" سلمان نے پوچھا۔

"اور کیا وہی تو لائے تھے۔ ان کے پاس گنا پیلنے کی اپنی مشین ہے۔ تھوڑی سی نجی زمین بھی ہے، جس پر انھوں نے آم اور کیلے کا ایک باغ بھی لگایا ہے۔ شروع شروع میں بچّل صاحب کا رہن سہن بھی عام کسانوں کی طرح تھا۔ لیکن محنت میں وہ ہمیشہ دوسروں سے آگے رہتے تھے۔ میرے سمجھانے پر انھوں نے فضول خرچی چھوڑدی، بچت کرنی شروع کردی۔ تھوڑا بہت پڑھے بھی اور اب وہ زراعت کے بارے میں بہت کچھ جانتے ہیں۔ بیجوں کی اقسام سے لے کر فصل کی کٹائی تک تمام مراحل کے بارے میں انھیں

پوری پوری معلومات ہیں۔ محکمۂ زراعت نے جتنے کتابچے شائع کیے ہیں، وہ سب ان کے پاس موجود ہیں۔ ان کتابوں کی ہدایات پر پوری طرح عمل کرتے ہیں۔ بازار کے بھاؤ اور مختلف زرعی پیداوار کی منڈی میں مانگ کے بارے میں بھی وہ ہمیشہ باخبر رہتے ہیں۔ شروع میں تو دوسرے کسان ان سے حَسد کرتے تھے، مگر ان کے ہمدردانہ رویے کی وجہ سے اب کچھ کسان اپنے مسائل کے بارے میں اُنھی سے مشورہ کرنے لگے ہیں۔" والد صاحب نے کہا۔

"ابو! اگر سارے کسان بچّل صاحب کی طرح ہو جائیں تو!" ریحان نے کہا۔

"تو ہمارے ملک کی کایا ہی پلٹ جائے۔" والد صاحب نے جواب دیا۔

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱۔ بچّل کا صاف ستھرا لباس دیکھ کر بچّوں کو کیوں تعجب ہوا تھا؟

۲۔ ریحان کے والد نے بچّوں کے ہمراہ کھانا کیوں نہیں کھایا؟

۳۔ کسان عام طور پر کیوں مفلس ہوتے ہیں؟

۴۔ والد نے ہاتھ سے کام کرنے کی کیا کیا خوبیاں بیان کیں؟

۵۔ بچّل کی ملکیت میں کیا کیا چیزیں شامل تھیں؟

۶۔ بچّل کی کہانی خود اپنی زبانی لکھیے۔

(ب) ذیل کی عبارت میں رُموزِ اوقاف لگائیے:

"اکبر کیا واقعی تم نے نقل کی تھی والد نے استاد کا شکایتی خط پڑھ کر بیٹے سے پوچھا ابا جان اگر میں نقل نہ کرتا تو فیل ہو جاتا دوسرے میرے ہم جماعت میرا مذاق اڑاتے لیکن تم نے یہ بھی سوچا کہ امتحان پاس کرنے کے باوجود جاہل رہ کر تم زندگی میں کتنی بار لوگوں کے مذاق کا نشانہ بنو گے سوچو تو نقل کر کے تم کس کو دھوکہ دیتے ہو دوسروں کو یا خود کو اور نقل ایک قسم کا جھوٹ بھی تو ہے اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہوتی ہے اکبر شرمندگی سے گردن جھکا کر ابّا جان مجھے معاف کر دیجیے میں آئندہ ایسی غلطی نہیں کروں گا"

صحّت اور صفائی

صحّت اور صفائی کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ صحت کے لیے صفائی بہت ضروری ہے۔ اگر انسان صفائی کا پورا پورا خیال رکھے تو وہ بہت سی بیماریوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

صحّت، اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی بڑی نعمتوں میں سے ایک ہے، کیوں کہ اس کے بغیر انسان کوئی کام انجام نہیں دے سکتا۔ دنیا کی کوئی بھی نعمت، صحت کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ ایک غریب، مگر صحت مند شخص، اُس بادشاہ سے بہتر ہے جس کے پاس دنیا بھر کی دولت ہو، مگر صحت نہ ہونے کی وجہ سے بیماریوں کا شکار ہو گیا ہو اور تکلیف میں مبتلا رہتا ہو۔

صحّت کی اہمیت اس وقت معلوم ہوتی ہے، جب انسان بیمار ہو جاتا ہے۔ بیماری کی حالت میں نہ تو اسے کھانا پینا اچھا لگتا ہے نہ کوئی اور کام۔ چلنا پھرنا، اُٹھنا بیٹھنا تک اس کے لیے مشکل ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ بات کرنا بھی ناگوار گزرتا ہے۔ مزاج میں چڑچڑا پن آجاتا ہے۔ معمولی سی بات پر بھی غصہ آنے لگتا ہے۔ ایسی حالت میں دنیا کی ہر چیز بُری لگتی ہے۔

صحّت قائم رکھنے کے لیے جسم، لباس اور گھر کی صفائی کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ جسم کی صفائی کی بڑی اہمیت ہے۔ نہا دھو کر جسم کو صاف کر لینے سے میل کچیل دُور ہو جاتا ہے، جسم کے مسام کُھل جاتے ہیں اور پسینے کے ذریعے گندگی خارج ہو جاتی ہے۔ جسم کے مسام بند رہیں تو بہت سی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح دانتوں اور آنکھوں کی اچھّی طرح صفائی اور دیکھ بھال بھی ضروری ہے۔ مسلمانوں کو نماز سے پہلے وضو کا حکم دیا گیا ہے، جس سے ہاتھ، منہ، پیر اچھی طرح دُھل جاتے ہیں۔

جسم کے علاوہ اپنے کپڑوں کو بھی صاف ستھرا رکھنا چاہیے۔ صاف ستھرے آدمی کی ہر جگہ عزّت ہوتی ہے۔ لباس چاہے معمولی ہو، صاف ستھرا ضرور ہو، کیوں کہ میلے اور گندے لباس سے سب کو گھِن آتی ہے۔ ہر دوسرے تیسرے دن اپنے کپڑوں کو دھولینا چاہیے۔

صحّت مند رہنے کے لیے گھر اور اطراف کی صفائی بھی ضروری ہے۔ مکان روشن اور ہوادار ہونا چاہیے۔ جن کمروں میں روشنی کم جاتی ہو، وہاں ہفتے دو ہفتے میں کیڑے اور جراثیم مارنے کی دوا چھڑکنی چاہیے۔ محلے کی نالیاں بھی صاف سُتھری ہوں، گلیوں اور سڑکوں پر بھی کوڑا کرکٹ نہ ہو۔ گندی جگہوں پر مکھیاں، مچھّر اور کیڑے مکوڑے پیدا ہوتے ہیں، جن سے طرح طرح کی بیماریاں پھیلتی ہیں۔

اِن باتوں کے علاوہ ہمیں کھانے پینے میں بھی صفائی اور پاکیزگی کا خیال رکھنا چاہیے۔ کھانے کی چیزیں تازہ، صاف اور سادہ ہوں، برتن اچھی طرح دُھلے ہوئے ہوں، پانی بھی صاف جگہ ڈھکا ہوا رکھا جائے۔ برتن، استعمال کے بعد یوں ہی نہ چھوڑ دیے جائیں کہ اُن پر مکھیاں بِھنکتی رہیں، بلکہ اُنھیں دھو کر ان کی جگہ پر رکھ دیا جائے۔ اِن باتوں کا خیال رکھنے سے انسان صحّت مند رہ سکتا ہے۔

بہت سے لوگ اپنی نادانی یا بُرے لوگوں میں بیٹھ کر نشہ آور چیزیں استعمال کرنے لگتے ہیں۔ اس سے نہ صرف ان کی جسمانی صحت خراب ہو جاتی ہے، بلکہ وہ کئی بُرے اور گناہ کے کام کرنے لگتے ہیں۔ نشہ پورا کرنے کے لیے پیسوں کی ضرورت پڑتی ہے تو وہ چوری، جیب تراشی یا دھوکا دینے کے جُرم کرنے لگتے ہیں۔ گھر والوں پر سختی کرکے رقم حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لیے ہمیں اس بُری عادت سے دور رہنا چاہیے اور اپنے ساتھیوں کو بھی اس سے بچانا چاہیے۔

ہمارے پیارے نبی ﷺ خود بھی صفائی اور پاکیزگی کا بڑا خیال رکھتے تھے اور دوسروں کو بھی اس کی تاکید فرماتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ صفائی ایمان کا ایک حصّہ ہے اور قرآن پاک میں ہے:

"اللہ تعالٰی پاک صاف رہنے والوں سے محبّت کرتا ہے۔"

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱- انسان بیماریوں سے کیسے محفوظ رہ سکتا ہے؟
۲- صحت خدا کی سب سے بڑی نعمت ہے، کیسے؟
۳- صحت کی قدر آدمی کو کب معلوم ہوتی ہے؟
۴- جسم کو صاف رکھنے کے لیے کیا کرنا چاہیے؟
۵- گھر اور گھر کے اطراف کو کیسے صاف رکھا جاسکتا ہے؟
۶- کھانے پینے کی چیزوں کو صاف رکھنے کے لیے کیا کرنا چاہیے؟
۷- قرآن پاک میں صفائی کی تاکید کیسے کی گئی ہے؟
۸- رسول اللہ ﷺ نے صفائی کے بارے میں کیا فرمایا ہے؟

(ب) ۱- ان الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

محفوظ - مبتلا - اہمیت - ناگوار - چڑچڑاپن - مسام - گھن - اطراف - جراثیم

۲- بہت سے تین حرفی الفاظ کی جمع ذیل کے قاعدے سے بنتی ہے:

واحد	جمع
ط ر ف	آ ط ر ا ف
طرف	اَطراف

۳- اِسی قاعدے سے ذیل کے الفاظ کی جمع بنایئے:

جسم - حکم - خبر - خلق - شعر - عمل - لفظ - عدد - قول - ادب

(د) درج ذیل جملوں پر صحیح یا غلط کا نشان لگایئے:

۱- صفائی کے بغیر صحت قائم نہیں رہ سکتی۔
۲- دولت صحت سے بہتر ہے۔
۳- بادشاہ بیمار بھی ہو تو وہ تندرست مفلس سے اچھّا ہے۔
۴- جسم کے مسام کھلے رہنے سے بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔
۵- جن کمروں میں روشنی کم جاتی ہو، ان میں کیڑے مار دوائیں نہیں چھڑکنی چاہئیں۔

برسات

جو سُوکھی زمیں پر ترشُّح ہُوا
نکلتی ہے بُو سَوندھی سَوندھی سی کیا!

گرَجتے ہیں بادل، چمکتی ہے برق
ہُوا صحن کا پانی میں غرَق

گئی نیند اُچٹ پانی کے شور سے
بہی جاتی ہیں نالیاں زور سے

ہَوا زور سے چلتی ہے بار بار
پہنچتی ہے کمروں کے اندر پھُوار

بنا ہے جو وہ ٹِین کا سائبان
ہے اِس وقت ارگن کا اُس پر گمان

صبا کے طمانچے جو کھائے ہیں آج
تو پودے سروں کو جُھکائے ہیں آج

چلی آتی ہے بدلیوں کی قطار
ہوا کے ہیں گھوڑے پہ بادل سوار

دھواں دھار اس وقت چھایا ہے ابر
فلک پر سیہ مست آیا ہے ابر

اٹھی شاخِ گل سبزے کو چُوم کر
برستی ہے کیا کیا گھٹا جُھوم کر

ہیں آراستہ سبز پوشانِ باغ
ہُوا غسل سے ہر شَجَر کو فراغ

یکایک رُکی بوند ٹھیری ہوا
نظر آتی ہے اور ہی کچھ فضا

تر وتازہ ہر نخل ہے شاد کام
لبالب ہیں پانی سے تھالے تمام

کہیں کوئی چلّا رہا ہے کہ "ہاں
ذرا دیکھنا اس گھڑی کا سماں"

(بےنظیر شاہ)

مشق

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱- بارش میں نیند کیوں اُڑ جاتی ہے؟
۲- پُھوار کمروں کے اندر کیسے پہنچ جاتی ہے؟
۳- بارش میں ٹین کے سائبان سے کیسی آوازیں نکلتی ہیں؟
۴- بارش میں پودوں کی ٹہنیاں کیوں جھک جاتی ہیں؟
۵- ابر کو سیاہ مست کیوں کہا گیا ہے؟

(ب) ان الفاظ کے معنی لکھیے:

تَرشُّح - برق - اچٹنا - ارگن - گمان - آراستہ - فراغ - غسل - شادکام - تھالا

(ج) صحیح جواب پر یہ نشان (✓) لگائیے:

۱- سوندھی سوندھی بُو کے معنی ہیں: (الف) بھینی بھینی خوشبو
(ب) تیز خوشبو (ج) کوری مٹی یا مٹی کے کورے برتن کی خوشبو

۲- بادل ہوا کے گھوڑے پر سوار ہیں، کا مطلب یہ ہے کہ: (الف) بادل ہوا سے اوپر ہیں
(ب) ہوا بادلوں کو اڑائے لیے جا رہی ہے (ج) بادل بڑی تیزی سے حرکت کر رہے ہیں

۳- ہر نخل شادکام ہے۔ شادکام کے معنی ہیں:
(الف) پھل دار (ب) تر و تازہ (ج) خوش حال

۴- ہیں آراستہ سبز پوشانِ باغ، سبز پوشانِ باغ سے مراد ہیں: (الف) سبز پروں والے پرندے
(ب) باغ کے مالی (ج) باغ کے سرسبز پودے اور درخت

(د) ہر عبارت کا ہم معنٰی شعر یا مصرعہ بتائیے:

۱- بارش کے بعد درخت اور پورے تر و تازہ اور حسین نظر آنے لگتے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ ابھی ابھی نہا دھو کر فارغ ہوئے ہیں۔

۲- پھولوں کی ٹہنی کبھی جھک کر سبزے سے جا لگتی ہے اور کبھی پھر اونچی ہو جاتی ہے۔

وتایو فقیر کی کہانی

سندھ میں وتایو فقیر کے دل چسپ قصّے مشہور ہیں۔ ہم ایسا ہی ایک قصّہ آپ کو سناتے ہیں۔

ایک بار وتایو فقیر وعظ کی مجلس میں بیٹھے تھے۔ مولوی صاحب کہہ رہے تھے کہ رزق کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، وہ اپنی مخلوق کو ہر حالت میں روزی پہنچاتا ہے۔ وتایو فقیر مجلس سے اٹھے تو دل میں ارادہ کرلیا کہ اس بات کو آزمائیں گے۔ چناں چہ دوسرے روز وہ اپنا کام دھندا کرنے کے بجائے شہر سے باہر جنگل میں ایک درخت کے نیچے جا بیٹھے اور دل میں پختہ ارادہ کرلیا کہ میں کسی سے کھانے کے لیے کچھ نہ مانگوں گا۔ دیکھوں اللہ تعالیٰ مجھے کس طرح روزی پہنچاتا ہے۔

انھیں اس طرح صبح سے بیٹھے عصر کا وقت ہو گیا۔ کھانے پینے کا کوئی انتظام نہیں ہوا اور بھوک بہت ستانے لگی تو وتایو فقیر بہت پریشان ہوئے۔ لیکن مولوی صاحب کی باتوں کو آزمانے کے خیال سے وہیں جمے بیٹھے رہے۔ شام تک تو انھیں بھوک کی بالکل برداشت نہیں رہی۔ ایک بار تو جی چاہا کہ اس خیال کو دل سے نکال کر گھر چلے جائیں، مگر انھوں نے مولوی صاحب کی بات کو آزمانے کا پختّہ ارادہ کرلیا تھا۔ چنانچہ دل کو مضبوط کرکے وہیں بیٹھے رہے۔ تھوڑی دیر بعد خیال آیا کہ درخت پر چڑھ کر بیٹھ جائیں کہ اگر اللہ کی طرف سے کوئی امداد آرہی ہو تو دُور ہی سے نظر آجائے۔

خدا کا کرنا کیا ہوا کہ ان کے درخت پر چڑھنے کے تھوڑے ہی دیر بعد ایک دیہاتی اُن کے لیے روٹی لے کر آیا۔ اصل میں وہ شام کو کھیت سے گھر جاتے ہوئے اُنھیں وہاں بیٹھا دیکھ گیا تھا۔ وہ اُنھیں مسافر سمجھ کر گاؤں کے دستور کے مطابق ان کے لیے کھانا لایا تھا۔ وتایو فقیر نے اسے آتے دیکھا تو دل میں سوچنے لگے،

واقعی اللہ اپنی مخلوق کو کسی نہ کسی طرح روزی ضرور پہنچاتا ہے۔ انھوں نے ارادہ کیا کہ نیچے اُتر کر دیہاتی سے کھانا لے لیں۔ دل نے کہا "نہیں، ایسا کرنے سے تو روزی حاصل کرنے میں تمھاری محنت بھی شامل ہو جائے گی۔ تمھیں تو خاموشی سے بیٹھے بیٹھے انتظار کرنا چاہیے۔ جب روزی گاؤں سے یہاں تک پہنچ سکتی ہے تو کیا اتنی بلندی طے نہیں کر سکتی؟"

چناں چہ وہ خاموشی سے درخت پر بیٹھے ہوئے اُس دیہاتی کو دیکھتے رہے۔ دیہاتی نے جب درخت کے نیچے 'مسافر' کو نہ پایا تو حیران ہو کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔ شام کا اندھیرا پھیل چکا تھا اور وتایو فقیر تھے بھی درخت کی بہت اونچی شاخ پر۔ دیہاتی اُنھیں نہ دیکھ سکا اور مایوس ہو کر واپس گاؤں جانے کے لیے پلٹا۔ وتایو فقیر کا تو بھوک کے مارے بُرا حال ہو رہا تھا۔ انھوں نے جب دیہاتی کو واپس جاتے دیکھا تو سوچا کہ اگر یہ واپس چلا گیا تو پھر رات بھر بھوکا رہنا پڑے گا۔ یہ سوچ کر انھوں نے آہستہ سے کھنکارا۔ دیہاتی اُن کی آواز سن کر پلٹا۔ اس نے اوپر دیکھا، سوچا کہ مسافر جنگلی جانوروں سے جان بچانے کے لیے درخت پر چڑھ گیا ہے۔ وہ خود بھی درخت پر چڑھا، انھیں کھانا دیا اور پھر اپنی راہ لی۔

وتایو فقیر نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا، نیچے آ کر ندی سے پانی پیا۔ جب جسم میں کچھ طاقت آئی تو سیدھے مولوی صاحب کے پاس گئے اور ان سے کہنے لگے:

"آپ کی بات اس حد تک تو صحیح نکلی کہ اللہ تعالیٰ گاؤں سے جنگل تک روزی پہنچاتا ہے، لیکن درخت کے نیچے سے اُوپر تک روزی منگوانے کے لیے انسان کو خود بھی کھنکارنا پڑتا ہے، ورنہ رزق واپس چلا جاتا ہے۔" سچ تو یہ ہے کہ ساری نعمتیں اللہ ہی دیتا ہے، لیکن انھیں حاصل کرنے کے لیے انسان کو بھی کچھ نہ کچھ کرنا پڑتا ہے۔

مشق

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱- مولوی صاحب نے وعظ میں کیا بات کہی؟

۲- وتایو فقیر شہر چھوڑ کر جنگل میں کیوں جا بیٹھے؟

۳- وہ درخت پر چڑھ کر کیوں بیٹھ گئے؟

۴- درخت کی چوٹی پر سے انھیں کیا دکھائی دیا؟

۵- وہ دیہاتی سے کھانا لینے کے لیے درخت سے نیچے کیوں نہ اُترے؟

۶- انھوں نے کب اور کیوں کھنکارا؟

۷- اس واقعے سے وتایو فقیر نے کیا سبق حاصل کیا؟

(ب) وتایو فقیر کی کہانی اپنے الفاظ میں مختصر کر کے لکھیے۔

(ج) ذیل کے صحیح یا غلط فقروں پر نشان (✓) یا (✗) لگائیے:

۱- اللہ تعالیٰ روزی ہر حال میں پہنچاتا ہے، انسان کوشش کرے یا نہ کرے۔

۲- وتایو فقیر بڑا بھولا آدمی تھا۔

۳- وہ جنگلی جانوروں کے خوف سے درخت پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔

۴- دیہاتی نے خیال کیا کہ وتایو فقیر کوئی بہت بڑا بزرگ ہے۔

۵- روزی حاصل کرنے کے لیے کوشش نہیں کرنی چاہیے۔

(د) خالی جگہوں کو مناسب حرف لگا کر پُر کیجیے:

حروف: سے - کو - اگر - اور - کے - تو - میں - کے - سے - میں

۱- سندھ ______ وتایو فقیر ______ کئی قصّے مشہور ہیں۔

۲- خدایا، ہمیں برائیوں ______ بچانا۔

۳- وہ کسی ______ کھانے ______ کچھ نہیں مانگتا۔

۴- حضرت عمرؓ ______ زمانے ______ شیر ______ بکری ایک گھاٹ سے پانی پیتے تھے۔

۵- ______ محنت کروگے ______ پھل پاؤ گے۔

(ر) ہم معنی الفاظ کے جوڑے بنائیے، جیسے: قصّہ - کہانی

رزق - دھندا - پختہ - شام - پکّا - روزی - مایوس - صحیح - کام - درست - دل چسپ - مغرب - مزے دار - ناامید

شالامار باغ

مغل بادشاہوں کو خوب صورت عمارتیں تعمیر کرانے اور باغ لگوانے کا بہت شوق تھا۔ انھوں نے مختلف باغات، عمارتیں، مقبرے اور قلعے بنوائے، جنھیں دیکھ کر حیرت اور خوشی ہوتی ہے۔

مغلوں کی ایک یادگار، لاہور کا شالامار باغ ہے، جو شاہ جہاں نے اپنے مشہور میر عمارت، علی مردان خان کی نگرانی میں لگوایا تھا۔ شاہ جہاں خاص طور پر خوب صورت تعمیرات کا بڑا ذوق رکھتا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ کشمیر کے شالامار باغ کی طرز پر لاہور میں بھی ایک شان دار باغ لگایا جائے۔ علی مردان خاں نے بڑی جستجو کے بعد اس جگہ کا انتخاب کیا، جہاں یہ باغ لگایا گیا ہے۔ اس باغ کو سیراب کرنے کے لیے دریائے راوی سے مادھوپور کے مقام پر ایک نہر نکالی گئی۔

شالامار کی تعمیر ۱۶۳۷ء میں شروع ہوئی اور یہ پانچ سال میں مکمل ہوا۔ کوئی چھ لاکھ روپے اس پر صرف ہوئے۔ نہر کی تعمیر کے اخراجات الگ تھے۔ باغ کے مکمل ہونے پر ۱۶۴۲ء میں شاہ جہاں لاہور آیا اور اس باغ کی خوب صورتی، اس کی شان دار عمارتیں، حمام، بارہ دری، آبشار، تالاب، سنگ مرمر اور

سنگِ یَشب کے تخت اور فوّارے دیکھ کر بہت خوش ہوا۔

شالامار باغ کے سات تختے تھے۔آج کل صرف تین تختے باقی رہ گئے ہیں۔چار تختے زمانے کے ہاتھوں اس طرح مٹّے کہ ان کا نشان بھی نہیں ملتا۔جو تین تختے باقی ہیں، ان میں سے پہلے کا نام "فیض بخش" ہے۔اس کی چند شاہی عمارتیں اب تک محفوظ ہیں۔ایک عمارت کا نام "نقار خانہ" ہے۔کہتے ہیں کہ بادشاہ اس میں بیٹھ کر فوج کا معائنہ کرتا تھا۔باغ کا اصلی دروازہ بے حد شان دار تھا، جو بعد میں گرادیا گیا۔موجودہ دروازہ انگریزوں کا بنوایا ہوا ہے۔یہاں پہلے خواب گاہ تھی جو سنگِ مرمر کی بنی ہوئی تھی۔بارہ دری دیکھنے کی چیز ہے۔کسی زمانے میں یہ سنگ مرمر کی سلوں پر قیمتی پتھروں کے نقش و نگار سے مزین تھی، مگر اب ان میں سے ایک پتھر بھی باقی نہیں، لوگ لوٹ کر لے گئے۔

بارہ دری کے نیچے آبشار جاری ہے۔اس کا پانی تخت کے نیچے سے ہو کر بڑے تالاب میں چلا جاتا ہے۔آبشار اور تخت دونوں سنگِ مرمر کے ہیں اور دونوں دوسرے تختے کی زینت ہیں، جس کا نام "حیات بخش" ہے۔اس میں ایک بڑا حوض ہے، جس میں بہت سے فوارے لگے ہوئے ہیں۔حوض کے وسط میں سنگ مرمر کا چبوترہ ہے۔اس کے شمال کی طرف ایک اور عمارت ہے، جس کا نام "ساون بھادوں" ہے۔اس کے اندر پانچ فوّارے ہیں۔دیواروں میں چھوٹے چھوٹے طاقچے بنے ہوئے ہیں، جن میں رات کے وقت چراغ جلا کر رکھے جاتے تھے۔جب پانی حوض سے ہو کر طاقچوں میں آتا اور فوّاروں سے دیواروں پر گرتا تو چراغوں کی جھلملاہٹ سے بالکل ساون بھادوں کی بارش اور بجلی کی چمک کا سماں دکھائی دیتا۔

تیسرے تختے کا نام "فرحت بخش" ہے۔اس میں بھی ایک حوض ہے جس میں بہت سے فوّارے لگے ہوئے ہیں۔

یہ باغ مغل بادشاہوں کی عظمت کی منہ بولتی یادگار ہے۔حکومتِ پاکستان نے اس کی حفاظت کا ایسا انتظام کر رکھا ہے کہ اس کی موجودہ خوب صورتی اور دل کشی میں ذرا فرق نہیں آنے دیا جاتا۔اس باغ کا شمار

دنیا کے شان دار باغوں میں ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب کسی دوست ملک کا سربراہ، بادشاہ، وزیر یا کوئی نامور شخص پاکستان آتا ہے، تو لاہور میں شالامار باغ کی سیر ضرور کرتا ہے۔ معزّز مہمان کو استقبالیہ عموماً اسی باغ میں دیا جاتا ہے۔

مشق

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱۔ شالامار باغ کس مغل بادشاہ نے اور کس کی نگرانی میں تعمیر کرایا؟
۲۔ یہ باغ کتنے سال میں تعمیر ہوا اور اس کے کتنے تختے تھے؟
۳۔ باغ کے کتنے تختے اب تک باقی ہیں اور ان کے نام کیا ہیں؟
۴۔ پہلے تختے کا کیا نام ہے اور اس میں کون سی دو عمارتیں دیکھنے کے قابل ہیں؟
۵۔ نقّار خانہ کس کام کے لیے استعمال ہوتا تھا؟
۶۔ دوسرے تختے کا کیا نام ہے اور اس میں کون کون سی چیزیں دیکھنے کے قابل ہیں؟
۷۔ تیسرے تختے کا نام اور اس کی کسی قابلِ دید چیز کا نام بتائیے۔

(ب) ۱۔ بعض لفظوں کی جمع بنانے کے لیے واحد کے آخر میں ات لگایا جاتا ہے، جیسے: باغ سے باغات۔ ان الفاظ کی جمع ات لگا کر بنائیے:

تعمیر۔حیوان۔احسان۔حال۔خیال۔کاغذ۔مشکل۔مقام۔جنّ۔فساد

۲۔ اگر واحد کا آخری حرف ت ہو تو اس سے پہلے ا بڑھانا کافی ہے، جیسے: عمارت سے عمارات۔

ان الفاظ کی جمع بنائیے:

حضرت۔حکایت۔ خدمت۔عادت۔عبادت۔آفت۔آیت۔شکایت۔صفت

(ج) ان الفاظ کے معنی لکھیے:

تعمیر۔کثیر۔میرعمارت۔حمام۔آبشار۔خواب گاہ۔بارہ دری۔مزین۔وسط۔سربراہ۔استقبالیہ۔یشب۔معائنہ

کام کے وقت کام

ہے کام کے وقت کام اچھا
اور کھیل کے وقت کھیل زیبا

جب کام کا وقت ہو کرو کام
بھولے سے بھی کھیل کا نہ لو نام

ہاں کھیل کے وقت خُوب کھیلو
کودو، پھاندو کہ ڈنڈ پیلو

خوش رہنے کا ہے یہی طریقہ
ہر بات کا سیکھیے سلیقہ

ہمّت کو نہ ہاریو خدارا
مت ڈھونڈیو غیر کا سہارا

اپنی ہمّت سے کام کرنا
مشکل ہو تو چاہیے نہ ڈرنا

مت چھوڑیو کام کو ادھورا
بے کار ہے جو ہوا نہ پُورا

جو وقت گزر گیا اَکارَت
افسوس! ہوا خزانہ غارت

ہے کام کے وقت کام اچھا
اور کھیل کے وقت کھیل زیبا

(مولوی محمد اسمٰعیل میرٹھی)

مشق

(الف) ان الفاظ کی معنی لکھیے:

زیبا-ڈنڈ پیلنا-سلیقہ-خدارا-ادھورا-اکارت-غارت

(ج) درج ذیل فقروں پر صحیح (✓) یا غلط (✗) کا نشان لگائیے:

۱- افسوس ہوا خزانہ غارت، خزانہ سے مراد ہے:

(الف) دولت (ب) وقت (ج) تجوری یا سیف

۲- بھولے سے بھی نام نہ لو کا مطلب یہ ہے کہ:

(الف) خیال تک دل میں نہ لاؤ (ب) اس کا ذکر بھی نہ کرو (ج) کھیل کا لفظ بھی منہ سے نہ نکالو

۳- مت ڈھونڈیو غیر کا سہارا، غیر سے مراد ہے:

(الف) خدا کے سوا کوئی اور (ب) پرایا آدمی (ج) اجنبی آدمی

(ج) ہر عبارت کا ہم معنی مصرعہ یا شعر بتائیے:

۱- اگر خوش رہنا چاہتے ہو تو ہر کام صحیح طریقے اور صفائی سے کرنا سیکھو۔

۲- وقت کو بے کار ضایع کرنا ایسا ہے جیسے خزانہ لٹا دینا۔

۳- کوئی کام شروع کرو تو اُسے پورا کرو۔ کام کو پورا کیے بغیر چھوڑ دینا بہت بری بات ہے۔

(د) درج ذیل جملوں پر صحیح (✓) یا غلط (✗) کا نشان لگائیے:

اس نظم میں شاعر نے نصیحت کی ہے کہ:

۱- صرف کام میں دل لگاؤ، کھیل کود میں وقت مت گنواؤ۔

۲- کام کے وقت دل لگا کر کام کرو، کھیل کے وقت خوب کھیلو۔

۳- ہمیشہ ہمت سے کام لو اور صرف اللہ کی مدد پر بھروسا رکھو۔

۴- جب کوئی کام شروع کرو تو اسے پورا کر کے چھوڑو۔

۵- کام مشکل ہو تو اسے بے شک ادھورا چھوڑ دو۔

۶- وقت بے بہا دولت ہے، اس کی قدر کرو۔

چھوٹے بھائی کے نام خط

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حیدر آباد، سندھ

۱۵ اگست ۲۰۱۹ء

برادر عزیز

السّلام علیکم

عرصے سے آپ کا کوئی خط نہیں ملا، جس سے دل پریشان ہے۔ میں نے کئی مرتبہ آنے کا ارادہ کیا، لیکن امتحان کی تیاری میں اتنا مصروف رہا کہ یہ ارادہ پورا نہ ہو سکا۔ خدا نے چاہا تو امتحان کے بعد آؤں گا۔ میں آپ کو ہدایت دے کر آیا تھا کہ اپنی اور گھر والوں کی خیریت سے مطّلع کرتے رہنا، مگر اب تک کوئی اطلاع نہیں ملتی۔ خدا کرے آپ سب بخیریت ہوں۔

ایک دوست کے خط سے معلوم ہوا ہے کہ آپ اپنی تعلیم پر کم توجہ دے رہے ہیں اور ایسے لڑکوں کی صُحبت اختیار کرلی ہے، جن کو اچھّی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔ سنا ہے کہ ان کے ساتھ اکثر سینما دیکھنے بھی جاتے ہیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ آپ کو خط لکھنے کے لیے وقت نہیں ملتا۔ مجھے اس اِطّلاع سے انتہائی تکلیف ہوئی ہے۔

عزیزم ! فلم بینی سے سوائے خرابیوں کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ ان میں ایسے مناظر اور مکالمے ہوتے ہیں جن سے اخلاق بگڑتے ہیں۔ آپ زندگی کے جس دور سے گزر رہے ہیں، اس میں انسان خود کو بنا بھی سکتا ہے اور بگاڑ بھی سکتا ہے۔ اسی زمانے میں عادتیں بنتی ہیں، کردار بنتا ہے اور عادتیں پُختّہ ہوتی ہیں۔ اس عمر میں جو باتیں اختیار کرلی جائیں، مستقبل میں وہی فطرت بن جاتی ہیں۔

آپ اسلام کے پیرو ہیں۔ اسلامی تہذیب، اچھے اخلاق، نیک کردار اور شائستگی کو پسند کرتی ہے،

انھیں اختیار کیجئے۔
بُرائی انسان کی نگاہ سے ہو کر دل میں پہنچتی ہے اور دیکھنے والے کے کردار کو خراب کر دیتی ہے۔
میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان برائیوں سے دُور رکھے اور آپ کی نگاہ اور دل کو پاک رکھے۔
اُمید ہے کہ آپ بُرے دوستوں سے علیٰحدگی اختیار کر کے تعلیم کی طرف توجہ دیں گے۔ اپنی خیریت اور حالات سے جلد مطلّع کیجیے۔

دعا گو

آپ کا بھائی

اعجاز احمد

مشق

درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

(الف) اس خط میں بڑے بھائی نے چھوٹے بھائی کو کیا نصیحت کی ہے؟

۱- تعلیم کی طرف زیادہ توجہ دے۔ ۲- اچھّی اچھّی فلمیں دیکھا کرے۔
۳- اخلاق، کردار اور شائستگی کا خاص خیال رکھے۔ ۴- اپنے سارے دوستوں سے علیٰحدگی اختیار کرے۔
۵- بُروں کی صحبت میں بیٹھنا چھوڑ دے۔

(ب) ۱- ان الفاظ کی معنی لکھیے: کردار - مکالمہ - فطرت - مستقبل - شائستگی - مطلع

۲- سبق میں سے ان الفاظ کے ہم معنی الفاظ تلاش کیجیے: دفعہ - مشغول - فلم دیکھنا - نظارے - مسلمان

(ج) اس خط پر غور کرنے سے معلوم ہو گا کہ اس کے پانچ حصّے ہیں:

۱- مقام اور تاریخ۔ سب سے اوپر دائیں طرف کو، پہلی لائن میں شہر کا نام لکھا گیا ہے اور اس کے نیچے دوسری لائن میں تاریخ ہے۔ ۲- القاب، تیسری لائن کے درمیان سے شروع کیا گیا ہے۔ ۳- آداب وسلام- القاب کے نیچے کی لائن میں السلام علیکم لکھا گیا ہے۔ ۴- مضمون- آداب وسلام کے بعد خط کا مضمون شروع ہوتا ہے جو کافی لمبا ہے۔ ۵- لکھنے والے کا نام- آخر میں لکھنے والے نے اپنا نام لکھا ہے۔
ہر خط کے یہی پانچ حصّے ہوتے ہیں۔ آپ بھی اپنے خط کو اسی طرح پانچ حصّوں میں تقسیم کر کے لکھیے۔

علاقائی تعاون برائے ترقی

ماموں جان تہران سے چند روز کی چھٹیوں میں پاکستان واپس لوٹے تو بہت خوش تھے۔ اس بار وہ کئی سال بعد آئے تھے۔ سب لوگ ان سے تہران کے بارے میں پوچھنے لگے۔ کوئی وہاں کے باشندوں کے بارے میں جاننا چاہتا تھا تو کوئی وہاں کے رہن سہن کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔ کسی نے وہاں کے تفریحی مقامات کے بارے میں معلومات چاہیں تو کسی نے وہاں جاکر رہائش اختیار کرنے کے سلسلے میں پوچھا۔ بچّے اُن کھیل کھلونوں میں لگے ہوئے تھے، جو ماموں جان تہران سے ان کے لیے لائے تھے۔ گھر میں تقریب کا سا سماں تھا۔ کھانے کا بھی خاص اہتمام کیا گیا تھا۔

کھانے سے فارغ ہو کر سب بچّے ماموں جان کو گھیر کر بیٹھ گئے اور ان سے طرح طرح کے سوالات کرنے لگے۔ ایک بات تو سبھی جاننا چاہتے تھے کہ ماموں جان تہران میں کیا کام کرتے ہیں۔ ماموں جان نے انھیں بتایا کہ وہ آر۔ سی۔ ڈی کے محکمے میں کام کرتے ہیں۔ بچوں کی سمجھ میں نہ آیا۔ رضوان نے جلدی سے پوچھا:

رضوان: ماموں جان! یہ آر۔ سی۔ ڈی کیا ہے؟

ماموں جان: بھئی آر۔ سی۔ ڈی کا مطلب ہے "علاقائی تعاون برائے ترقی"۔

سجاد: ماموں جان! اس طرح ہماری سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔

شہزاد: ہاں ماموں جان، ہمیں آر۔ سی۔ ڈی کے بارے میں تفصیل سے بتائیے۔

ماموں جان: بھئی پہلے ہم تم سے ایک پہیلی پوچھتے ہیں۔ ہم تین ملکوں کے نام لیں گے۔ تم لوگ یہ بتاؤ تینوں کے درمیان کیا بات مشترک ہے؟ ملکوں کے نام یہ ہیں: ایران - ترکی - پاکستان۔

تینوں بچے (بہ یک زبان) تینوں اسلامی ملک ہیں۔

ماموں جان: شاباش! اب یہ بتاؤ جب تینوں ملکوں میں مسلمان رہتے ہیں تو ان کا آپس میں کیسا سلوک ہونا چاہیے؟

رضوان: ماموں جان! ایک دفعہ ہمارے ماسٹر صاحب نے ہمیں بتایا تھا کہ ہمارے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ تمام مسلمان ایک دیوار کی مانند ہیں، جس کی ایک اینٹ دوسری اینٹ کو سہارا دیتی ہے۔

سجاد: اور یہ بھی بتایا کہ تمام مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں کہ جب جسم کے کسی ایک حصّے کو تکلیف پہنچتی ہے تو سارا جسم بے چین ہو جاتا ہے۔

شہزاد: اور ماموں جان! "مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے کسی دوسرے مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے۔"

ماموں جان: بھئی واہ! شاباش! آپس میں تعاون کے لیے کیسی پیاری پیاری حدیثیں یاد کی ہیں۔ اچھّا اب یہ تو ثابت ہو گیا کہ ہمارا مذہب بھی ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ تمام مسلمان ایک دوسرے کے ساتھ مِل جُل کر رہیں، ایک دوسرے کے دُکھ درد میں کام آئیں اور ایک دوسرے کے حامی و مددگار بن کر رہیں۔ تو بھئی کچھ ایسی ہی بات ان تینوں ملکوں کے سربراہوں نے سوچی کہ ترقی یافتہ ملکوں کی طرح مسلمان ملکوں کا بھی وقار بلند کیا جائے۔ اس مقصد کے لیے تینوں نے مل جل کر کام کرنے کا معاہدہ کیا، جس پر تینوں سربراہوں نے ۲۱/ جولائی ۱۹۶۴ء کو دستخط کیے۔ اب انھوں نے باقاعدہ ایک منصوبہ تیار کیا۔

رضوان: کیسا منصوبہ؟

ماموں جان: بھئی انھوں نے یہ طے کیا کہ اپنی تجارت کو ترقی دیں اور اس سلسلے میں مِل جُل کر عملی تدابیر اختیار کریں۔ تینوں ملکوں کے اپنے اپنے اَیوانِ صنعت و تجارت کو ملا کر ایک متحدہ اَیوانِ صنعت و تجارت بنایا جائے، باہمی منصوبوں کی تیاری اور تکمیل پر کام کیا جائے۔ تینوں ملکوں کے درمیان ٹیلیفون کا براہ راست نظام قائم کیا جائے، تینوں ملکوں کے درمیان ڈاک اور تار کے اخراجات کم کر کے ملکوں کی اندرونی شرح کے مطابق کیا جائے۔

سجاد: (بڑی بے چینی سے) ماموں جان پھر!

ماموں جان: اور ہاں، یاد آیا۔ یہ بھی طے کیا کہ تینوں ملکوں کے درمیان ہوائی سفر کو ترقّی دی جائے

اور ایک مضبوط بین الاقوامی ہوائی سروس کا ادارہ قائم کیا جائے۔ انھوں نے جہاز سازی کے سلسلے میں بھی باہمی تعاون کا جائزہ لیا۔ ریلوے لائنوں اور سڑکوں کے ذریعے تینوں ملکوں کو ایک دوسرے سے ملانے، سیر وسیاحت کو ترقی دینے اور تینوں ملکوں کے درمیان باہمی آمد و رفت کے سلسلے میں ویزے کی پابندیاں ختم کر دیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی طے کیا گیا کہ تینوں ممالک ایک دوسرے کو فنی تعاون فراہم کریں گے اور ایک دوسرے کے ماہرین کے لیے فنی تربیت کا انتظام کریں گے، تاکہ تینوں ملک ہر میدان میں تیزی سے ترقی کریں۔

شہزاد: ماموں جان! ہمارے ماسٹر صاحب نے بتایا تھا کہ ان تینوں ملکوں کے درمیان ثقافتی معلومات کے تبادلے کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔ ان میں دستاویزی فلموں کے تبادلے اور کھیلوں کے منصوبے بھی شامل ہیں۔

ماموں جان: ہاں یہ بھی صحیح ہے۔ اس کے علاوہ عوامی انتظامی امور کے سلسلے میں ایران اور ترکی کے افسروں کے لیے پاکستان تربیت کی سہولتیں فراہم کرے گا۔ اس بات پر بھی توجہ دی گئی کہ لندن کے "اسکول آف اکنامکس اینڈ پولیٹیکل سائنس" کے طرز پر آر. سی. ڈی کا "اکنامک اور پولیٹیکل سائنس کالج" اسلام آباد میں قائم کیا جائے تاکہ مسلمان اس قسم کی تعلیم کے لیے غیر ممالک کے محتاج نہ رہیں۔ بلکہ اپنی صلاحیت اور لیاقت پر اعتماد کر کے اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں۔

رضوان: ماموں جان! یہ جو کچھ طے کیا گیا ہے، اس پر عمل درآمد کب سے ہو گا؟

ماموں جان: ارے بھئی اس پر عمل درآمد تو عرصہ ہوا شروع ہو چکا ہے۔ ان مختلف منصوبوں پر عمل کرنے اور انھیں مکمل کرنے کے لیے دو قسم کی علیٰحدہ علیٰحدہ کونسلیں، کمیٹیاں اور ادارے بنائے گئے ہیں۔ ایک قسم کی کونسلیں اور ادارے وہ ہیں جو باہمی دل چسپی کے کاموں کی منصوبہ بندی کرتے ہیں اور دوسری قسم کی کونسلیں اور ادارے وہ ہیں جو ان کی تکمیل کے لیے کام کرتے ہیں۔

سجاد: ماموں جان! آپ نے یہ تو بتایا ہی نہیں کہ خاص طور پر کس چیز پر توجہ دی گئی؟

ماموں جان: بھئی یوں سمجھو کہ ویسے تو تمام امور پر جن سے تینوں ملکوں کو فائدہ پہنچ سکے، بھرپور توجہ دی گئی ہے۔ لیکن زیادہ توجہ صنعتی ترقی پر دی گئی ہے۔ اس سلسلے میں مشترکہ مقاصد کا جائزہ لینے، منصوبے بنانے اور ان کی تکمیل کی عملی تدابیر کے لیے مشترکہ مقاصد کا ایک ادارہ قائم کیا گیا۔ اس ادارے نے ۱۹ نئے صنعتی منصوبوں کی تشکیل کی۔ یہ منصوبے کیمیا، فولاد، مشینی آلات، جہاز رانی، انجنیئرنگ کا بھاری ساز و سامان، زرعی مشینیں اور آلات، برقی مشینیں اور سامان، موٹر کاریں اور کوئلہ، صنعتی کھاد، دوائیں، جست اور کیمیائی کاغذ کی تیاری وغیرہ کے ہیں۔ پھر ان صنعتی منصوبوں کی تکمیل کے لیے ۳۳ مزید مشترکہ صنعتیں قائم کی گئیں۔

شہزاد: ماموں جان! ہم نے سنا ہے ایران میں تیل بہت نکلتا ہے۔ کیا اس سے متعلق بھی کسی قسم کا کوئی منصوبہ مشترکہ طور پر بنایا گیا ہے؟

ماموں جان: ہاں بھئی، اب جب تینوں ملک مذہبی، ثقافتی اور معاشی اعتبار سے ایک جیسے ہیں، تو ہر منصوبے پر ہی اشتراک کی راہیں سوچی جاتی ہیں۔ چناں چہ آر. سی. ڈی کی سفارش پر پلاننگ کمیٹی نے اس بات پر توجہ کی کہ مشترکہ کوششوں سے پیٹرولیم کی دریافت، اس کی پیداوار، اسے صاف کرنے اور اس کی کھپت کے لیے تجارتی منڈیاں تلاش کرنے پر توجہ دی جائے۔ اس مقصد کے تحت ایران نے بقیہ دونوں ممالک کے ساتھ حتی الامکان تعاون کا اظہار کیا۔ اس طرح گویا ہم بھی اس کے ذریعے حاصل ہونے والے فوائد سے محروم نہ رہیں گے۔

رضوان: ماموں جان!.....

ماموں جان: ٹھہرو بھئی، ایک بات تو ہم تمھیں بتانا بھول ہی گئے۔ انشورنس کمپنیوں کے اشتہارات تو عام طور پر ٹی وی پر دیکھتے رہتے ہو۔

سجاد: وہی زندگی کا بیمہ کرنے والی کمپنیاں؟

ماموں جان: ہاں وہی۔ مگر بھئی یہ صرف زندگی ہی کا بیمہ نہیں کرتیں، بلکہ ہر چیز کا بیمہ کرتی ہیں۔ آپ کار کا بیمہ کرا سکتے ہیں، تجارتی جہاز کا بیمہ کرا سکتے ہیں، آپ پارسلوں کا بیمہ کرا سکتے ہیں، مشینوں کا بیمہ کرا سکتے

ہیں، گویا بیمے کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ اب ہم تمھیں بتائیں کہ آر. سی. ڈی کے تین "ری انشورنس پول" اس سلسلے میں سرگرم عمل ہیں۔ توقع ہے کہ کئی علاقائی کمپنیاں بھی اس میں شریک ہو جائیں گی۔ اس کے علاوہ دو "پولوں" کا مزید قیام منظور کیا گیا۔ ان میں سے ایک کا انتظام اور دوسرے کا ایران کرے گا۔ اس علاقے میں انشورنس کا کاروبار ترقی کرے گا اور علاقائی فوائد کے لیے زرمبادلہ بچایا جا سکے گا۔

شہزاد: ماموں جان! یہ سب تو معلوم ہو گیا۔ اب آپ بتائیے کہ آپ آر. سی. ڈی کے کس دفتر میں کام کرتے ہیں، ہمارا مطلب ہے کہ اس کا خاص نام کیا ہے؟

ماموں جان: اوہو بھئی۔ تم بہت عقلمند ہو، واپس اسی بات پر لوٹ آئے جہاں سے بات شروع ہوئی تھی۔ ہم اس کے سیکریٹریٹ میں کام کرتے ہیں۔ یہ دفتر ۲۹/ اگست ۱۹۶۴ء کو تہران میں قائم کیا گیا تھا۔ اس کے لیے ایران نے جگہ اور دوسری سہولتیں فراہم کیں۔ سیکریٹریٹ کا کام یہ ہے کہ اجلاس منعقد کرے، فیصلوں کو عملی جامہ پہنائے اور آر. سی. ڈی کی خبر رساں ایجنسی کا کام دے۔ اچھّا اب تم لوگوں کو سب کچھ پتا چل گیا، اس لیے اب جاؤ، ہمیں ذرا آرام کرنے دو۔

رضوان: ماموں جان! صرف ایک بات اور۔ ہم نے اخباروں میں "ای. سی. او" نام کی ایک تنظیم کے بارے میں پڑھا تھا۔ اس کے علاقائی، اصلاحی منصوبے بھی کچھ اسی قسم کے تھے۔ کیا وہ.....

ماموں جان: ہاں، ہاں ٹھیک ہے۔ جس تنظیم کا تم نے پڑھا ہے، اس کے اور آر. سی. ڈی کے منصوبوں میں تمھیں یکسانیت اس لیے دکھائی دی کہ دراصل "ای. سی. او" کوئی الگ تنظیم نہیں ہے۔ آر. سی. ڈی ہی کا نام بدل کر اب "ای. سی. او" رکھ دیا گیا ہے۔ یعنی اقتصادی تعاون کی تنظیم۔

تینوں: (بیک زبان) شکریہ ماموں جان! کل ہم اپنے دوستوں کو اس بارے میں بتائیں گے تو وہ ہماری معلومات پر حیران رہ جائیں گے۔ پھر ہم بڑے رُعب سے انھیں بتائیں گے کہ ہمارے ماموں جان بھی ای. سی. او میں کام کرتے ہیں۔ اچھا ماموں جان آپ آرام کیجیے۔ اب ہم تینوں کی کمیٹی منصوبہ بنائے گی۔ شام کو کسی پُرفضا مقام پر تفریح کے لیے آپ کے ساتھ چلیں گے۔

مشق

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱- آر. سی. ڈی سے کیا مراد ہے؟

۲- اس معاہدے میں کون کون سے ملک شامل ہیں؟

۳- اس معاہدے میں کیا کیا باتیں طے ہوئی ہیں؟

۴- آر. سی. ڈی کا صدر دفتر کس ملک میں قائم ہے اور کب سے؟

۵- اس سبق کے پہلے پیرے میں جو جو فعل آئے ہیں، انھیں چن کر اپنی کاپی میں لکھیے اور ہر فعل کا نام بھی لکھیے۔

۶- آر. سی. ڈی کا موجودہ نام بتائیے۔

(ب) مندرجہ ذیل عبارت کو پڑھ کر واوین اور سوالیہ نشان لگائیے:

اصغر نے کہا میں کل لاہور گیا تھا اس لیے آج اسکول آنے میں ذرا دیر ہو گئی میں ان شاءاللہ آئندہ دیر سے نہیں آؤں گا استاد صاحب نے کہا ٹھیک ہے بیٹھ جاؤ آئندہ دیر سے مت آنا اصغر بیٹھ گیا اور کہا شکریہ!

(ج) حصّہ (ب) کے الفاظ میں سے جو لفظ حصّہ (الف) کے لفظ کے ہم معنی ہو اس پر نشان لگائیے:

حصّہ (الف)	حصّہ (ب)
۱-اہتمام	۱- تبدیلی-ہمّت-انتظام
۲-رہائش	۲- رہ جانا-رہنا-آزاد کرنا
۳-مشترک	۳-شامل-مشہور-شرک کرنا
۴-سلوک	۴-سلام کرنا-سلسلہ-برتاؤ
۵-تعاون	۵-طعنہ دینا-دشمنی-ساتھ دینا

دُعا

دعا ہے مری، پاک پروردگار!
کہ گردش میں جب تک ہیں لیل ونہار
سُوئے منزلِ عِلم بڑھتا رہوں
ترقّی کے زِینے پہ چڑھتا رہوں
وطن کی بڑھاتا رہوں آبرُو
رہے گرم جب تک بدن میں لُہو
بنوں ایسا انسان جس پر ہو ناز
الٰہی! جو دنیا میں ہو سرفراز
بزرگوں کا ہو جس کے دل میں ادب
ملیں جس سے خوش ہو کے چھوٹے بھی سب
بُرائی سے دامن بچاتا رہوں
میں مخلوق کے کام آتا رہوں

(راغب مرادآبادی)

مشق

(الف) ان الفاظ کے معنی لکھیے: پروردگار - گردش - لیل - نہار - سُو - سرفراز

(ب) ذیل کی ہر عبارت کا ہم معنی شعر بتائیے:

۱- اہلِ وطن مجھ پر فخر کریں اور میں بلند مرتبے پر پہنچ جاؤں۔
۲- میں بزرگوں کا ادب کروں اور چھوٹوں کے ساتھ محبت اور شفقت سے پیش آؤں۔
۳- جب تک میرے جسم میں طاقت ہے، میں اپنے وطن کی عزت کو بڑھانے کی کوشش کرتا رہوں۔
۴- میں لگاتار اپنے علم میں اضافہ کرتا رہوں اور روز بروز ترقی کروں۔

(ج) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمیں اچھّی اچھّی دعائیں سکھائی ہیں۔ ذیل میں چند دعائیں دی جاتی ہیں، یہ دعائیں مانگا کیجیے۔

۱- اے ہمارے پروردگار، ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔
۲- الٰہی، ہم تیری پناہ میں آتے ہیں برے اعمال و اخلاق اور نفسانی خواہشوں اور بیماریوں سے۔
۳- الٰہی، ہم تیری پناہ میں آتے ہیں ہر اس چیز سے جس سے تیرے نبی محمّد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پناہ مانگی ہے۔
۴- الٰہی، ہم تیری پناہ میں آتے ہیں ظاہری اور باطنی فتنوں سے، بُرے دن، بُری رات، بُری گھڑی اور بُرے ساتھی سے۔
۵- اے پروردگار، میرے عِلم میں اضافہ فرما۔
۶- یااللہ، میں تجھ سے ایسے عِلم کا طالب ہوں، جو فائدہ مند ہو۔
۷- یااللہ، مجھے نفع دے اس عِلم سے جو تو نے مجھے دیا ہے اور مجھے وہ علم عطا فرما جو مجھے نفع دے۔
۸- اے اللہ، اس شخص کو مجھ پر مسلط نہ کر جو مجھ پر رحم نہ کرے۔
۹- خدایا، تو مجھے بخش دے، مجھ پر رحم کر، مجھے امن کی دولت عطا فرما اور مجھے رزق دے۔
۱۰- اے ہمارے پروردگار، ہم پر رحمت نازل فرما اور ہمارے سارے کام سنوار دے۔

(آمین ثم آمین)